ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد21 | جمعۃ المبارک11/اپریل 2014ء | 11/جمادی الثانی 1435 ہجری قمری ❁ 11/شہادت 1393 ہجری شمسی | شمارہ15

کسی کی تحقیر نہ کرو

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ بھائی دوسرے پر نہ ظلم کرتا ہے نہ اسے رُسوا کرتا ہے۔ اور اسے حقیر نہیں جانتا۔ کسی انسان کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی کی تحقیر کرے۔

(صحیح مسلم کتاب البر و الصلة باب تحریم ظلم المسلم حدیث نمبر 4650)

جماعتِ احمدیہ کے برطانیہ میں قیام پر ایک سو سال مکمل ہونے کے پُرمسرّت موقع پر

احمدیہ مسلم جماعت برطانیہ کے زیرِ انتظام 'گلڈ ہال' لندن میں 'اکیسویں صدی میں خدا تعالیٰ کے تصور' کے موضوع پر

مذاہب عالم کانفرنس کا شاندار انعقاد

اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو ایک مقصد سونپ کر مبعوث فرماتا ہے کہ وہ بنی نوع انسان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک قریبی تعلق قائم کرکے انہیں ممکنہ اعلیٰ روحانی معیاروں پر فائز کردیں۔ تعلق باللہ کے ذریعہ انسان نہ صرف حقوق اللہ کی ادائیگی کرتا ہے بلکہ اعلیٰ اخلاقی اقدار کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق بھی ادا کرتا ہے۔

بطور مسلمان میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کی اصلاح اور بنی نوع انسان میں ان عظیم اقدار کے قیام کیلئے مبعوث فرمایا ہے۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دوران اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلفائے راشدین کے ادوار میں جو جنگیں لڑی گئیں وہ صرف ظلم کے خاتمہ اور دنیا میں امن کے قیام کی خاطر لڑی گئیں۔ ان جنگوں کا مقصد ہرگز دوسروں پر ظلم وستم کرنا اور دوسروں کے ساتھ ناانصافی کرنا نہیں تھا۔

آج کل مسلمان حکومتوں یا مخالف باغی گروہوں کی حرکتوں کے بارہ میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کسی بھی طرح یا کسی بھی رنگ میں اسلامی تعلیمات کی عکاسی کرتی ہیں۔ بعض شدت پسند مسلمانوں کے اعمال جو وہ اسلام کے نام پر کرتے ہیں نہ صرف اسلام کا نام بلکہ مذہب کا نام بھی بدنام کررہے ہیں۔

ہمارا پختہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس شخص نے آنا تھا وہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی صورت میں آچکا ہے۔ ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے احیائے نو کا جو آغاز فرمایا تھا وہ نظامِ خلافت جو ایک روحانی نظام ہے کے ذریعہ آج بھی جاری ہے۔

آج دنیا کی اہم ترین اور فوری ضرورت یہی ہے کہ امن کا قیام کیا جائے اور خدا کو مانا جائے۔

دنیا ایک ناقابل تصوّر نقصان کے دہانہ پر کھڑی ہے۔ جو تباہی آج ہم دیکھ رہے ہیں اس میں سے کچھ تو ہماری اپنی پیدا کردہ ہے اور کچھ قدرتی آفات کے ہولناک نتائج کی وجہ سے ہے۔ پس اپنے آپ کو بچانے اور بنی نوع انسان کی حفاظت کی خاطر ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے اور اُس زندہ خدا کے ساتھ تعلق جوڑنے کی ضرورت ہے جس نے نہ تو موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کو فراموش کیا اور نہ عیسیٰ علیہ السلام اور اس کے حواریوں کو فراموش کیا۔ اور نہ حقیقی مسلمانوں کو اللہ کی رحمتیں حاصل کرنے سے محروم رکھا گیا اور نہ قبولیتِ دعا کے مشاہدے سے محروم رکھا گیا۔

ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ نشانات دکھلائے اور آج بھی دکھا رہا ہے۔

11 فروری 2014ء کو منعقد ہونے والی تاریخی کانفرنس میں حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت اور نہایت اہم خطاب

(رپورٹ: حافظ محمد ظفر اللہ۔ رشید احمد ظفر)

(دوسری قسط)

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بسم اللہ الرحمان الرحیم (اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے)

تمام معزز مہمانانِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور رحمتیں ہوں۔

سب سے پہلے تو اس موقع پر میں تمام معزز مہمانوں کا اس تقریب میں شامل ہونے پر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔ بالخصوص اُن مہمان مقررین کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے نہایت قلیل وقت میں اپنے عقائد اور نظریات بیان کئے۔ میں سمجھ سکتا ہوں کہ اتنے کم وقت میں اپنے عقائد کو بیان کرنا ناممکن ہے اس لئے ہمارے معزز مہمان شاید وہ سب کچھ بیان نہ کرپائے ہوں جو وہ کرنا چاہتے تھے۔ بہرحال مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا آج شام ایک جگہ اکٹھے ہونا ثابت کرتا ہے کہ ہم سب جو مختلف مذاہب کے پیروکار ہیں مشترکہ مقصد اور آرزو کے

باعث ایک دوسرے سے بندھے ہوئے ہیں۔ اور یہ مشترکہ مقصد یہی ہے کہ زمین وآسمان کے خالق کی مخلوق جس میں انسان کو اشرف المخلوقات سمجھا گیا ہے کی زندگیوں میں بہتری پیدا کرنے کیلئے کام کیا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ سال جماعت احمدیہ یوکے کی صد سالہ جوبلی منانے کیلئے مختلف تقریبات کا انعقاد ہوتا رہا ہے لیکن آج کی تقریب تمام تقریبات میں سب سے بہتر ہے۔ اس دور میں لوگوں کو خدا تعالیٰ کی اہمیت کے متعلق بات کرنے کیلئے ایک مشترک پلیٹ فارم مہیا کرنے کیلئے یہ تقریب ایک بہترین ذریعہ ہے۔ پس جنہوں نے اس تقریب کا انتظام کیا ہے وہ بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ میں بالخصوص ذاتی طور پر اس لئے بھی مشکور ہوں کیونکہ آج شام کی اس تقریب کے ذریعہ مجھے بہت سے نئے لوگوں کا تعارف حاصل ہوا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تشکر کے یہ جذبات میری توجہ اس خدا کی طرف لے جاتے ہیں جس نے میرے مذہب کی تعلیمات کے مطابق انسان کو ہر موقع پر اپنے ساتھی کا شکریہ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر کوئی آپ کے ساتھ رحمدلی کا سلوک کرے تو ضروری ہے کہ آپ تشکر کا اظہار کریں کیونکہ خدا تعالیٰ کی شکر گزاری کا ایک لازمی تقاضا انسان کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ پس اسلام خدا تعالیٰ کا یہ تصور پیش کرتا ہے۔ یقیناً وہ شخص جو اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہے اور خدا تعالیٰ پر حقیقی ایمان رکھتا ہے اگر وہ مخلص ہو کر صرف اسی تعلیم پر عمل کرے تو اسے علم ہوگا کہ اس کا شکریہ ادا کرنا معاشرہ میں پیار اور محبت پھیلانے کا ذریعہ ہے بالکل اسی طرح جیسے ایک شگفتہ پھول ہر آن اپنے گردو نواح میں خوبصورتی اور خوشبو بکھیرتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اگر ہم میں سے ہر یک اس طریق پر عمل کرے تو عین ممکن ہے کہ دنیا میں مختلف ادوار اور واقعات پر طرح طرح سے پیدا ہونے والی جلی کٹی نفرتیں اور اختلافات یکسر ختم ہو جائیں اور محبت اور امن ہمیشہ کیلئے ان نفرتوں کی جگہ لے لے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بعض لوگ شاید گمان کریں کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ صرف خیالی باتیں ہی ہیں اور عملی طور پر اس کا حصول ناممکن ہے۔ لیکن جب ہم مذہب کی طویل تاریخ دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کس قدر محبت اور شفقت سے بھرپور معاشرہ دیکھنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ ہم انہی مقاصد کو حاصل کرنے والے بنیں اور اخلاق کی بلندیوں کو چھولیں۔ انہی باتوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ دنیا میں ہر جگہ مسلسل اپنے راستباز انبیاء اور خلفاء بھیجتا رہا ہے۔ یہ انبیاء بنی نوع انسان کی اصلاح اور تمام لوگوں کے بیچ محبت، پیار اور بھائی چارہ پیدا کرنے کیلئے بھیجے گئے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے خلفاء اسی غرض سے بھیجے کہ لوگ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

خدا تعالیٰ کے انبیاء اور برگزیدہ لوگوں نے اپنے گرد ایسے لوگوں کی جماعتیں اکٹھی کیں جنہوں نے اللہ کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کی جبکہ وہ لوگ جنہوں نے ان انبیاء کو قبول نہ کیا ان کا افسوسناک انجام ہوا۔ جب بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر مبعوث فرمائے تو ہر ایک نے انہیں قبول نہ کیا بلکہ بعض لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے مذہب کی مخالفت کی اور اس سے انحراف کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ نبوت کا مدعی صرف لوگوں کے دلوں میں خوف ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے جبکہ اصل میں کسی ایسے خدا پر ایمان لانے کی کوئی ضرورت نہیں جو تمام طاقتوں کا مالک ہے۔ لیکن ایسے تمام لوگ جنہوں نے خدا تعالیٰ کا انکار کیا اور انبیاء کی مخالفت کی ہمیشہ کیلئے تباہ و برباد کر دیے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

قرآن کریم نے ایسے لوگوں کے واقعات بیان کئے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے دور ہونے کی وجہ سے بے شمار مصائب و آلام میں گرفتار ہو گئے اور بالآخر تباہ و برباد ہو گئے۔ لیکن اس کے مقابلہ پر وہ لوگ جنہوں نے خدا کے ساتھ قریبی تعلق پیدا کیا وہ ہمیشہ کامیاب و کامران رہے۔ ایسے

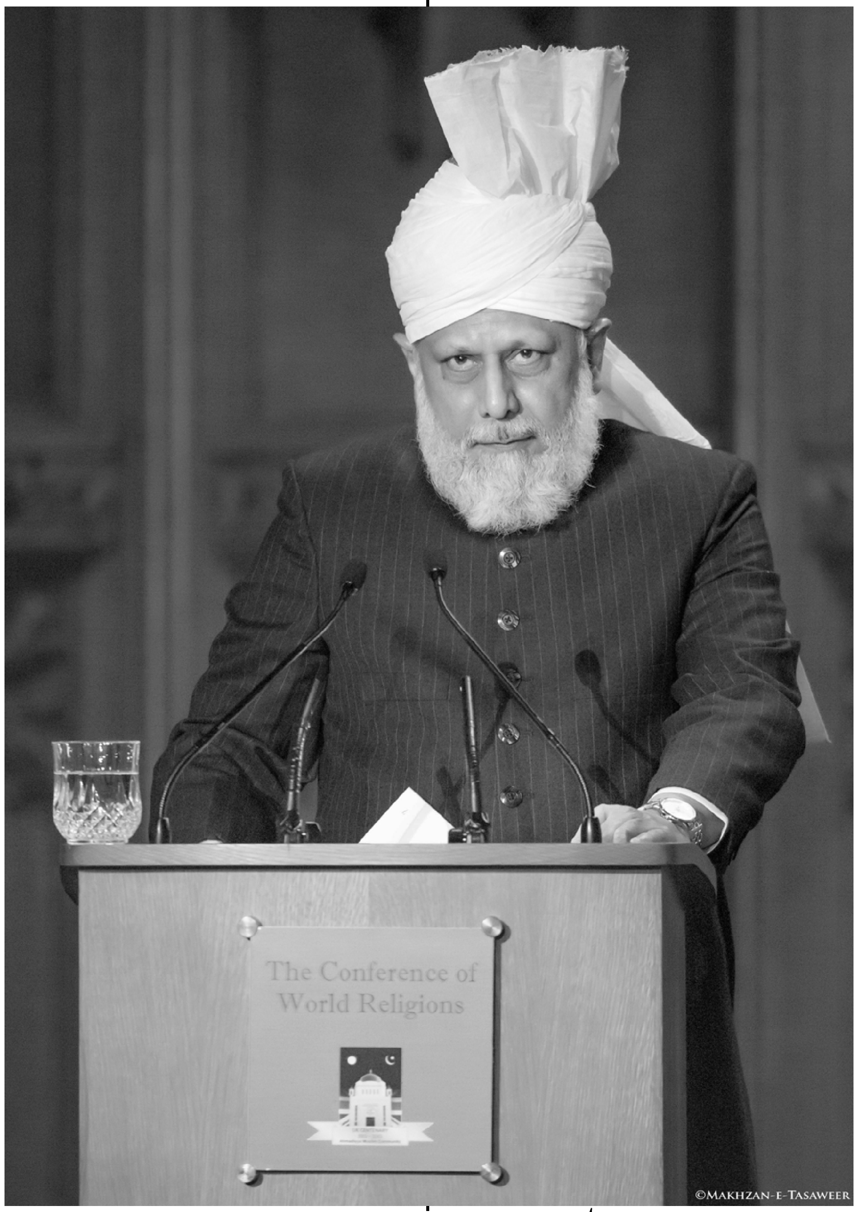

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کانفرنس سے خطاب فرماتے ہوئے

واقعات کا بیان صرف قرآن کریم میں نہیں بلکہ دیگر مذاہب کے صحیفوں میں بھی موجود ہے۔ ان واقعات کو پڑھ کر یا سن کر ہم یہ سوچنے اور سوال کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ کیا یہ واقعات محض قصے اور کہانیاں ہی ہیں یا ان واقعات کی بنیاد واقعی حقیقت پر قائم ہے؟ کیا واقعی وہ نتائج سامنے آئے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ لوگوں نے خبردار کیا تھا؟ کیا وہ نشان پورے ہوئے جن کا اللہ تعالیٰ کے انبیاء نے اعلان کیا تھا؟ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو واقعی انعامات اور اپنی رحمتوں سے نوازا؟ کیا انبیاء کی تعلیمات کے نتیجہ میں وہ لوگ جو خدا پر ایمان لائے ایک ایسے راستہ پر گامزن ہوئے جو دوسروں کے لئے محبت اور شفقت سے مرصع تھا؟

میں اتنے مختصر وقت میں ہر ایک پہلو کو گہرائی میں جا کر تو بیان نہیں کر سکتا لیکن اس حقیقت کی گواہی دیتا ہوں کہ مذاہب کی تاریخ نے ان تمام سوالات کے جوابات حتمی طور پر 'ہاں' میں دیے ہیں۔ وہ مقدس کتاب جس پر میں ایمان رکھتا ہوں واضح طور پر ہمیں بتاتی ہے کہ یہ تمام واقعات سچے ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو ایک مقصد سونپ کر مبعوث فرماتا ہے کہ وہ بنی نوع انسان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک قریبی تعلق قائم کر کے انہیں ممکنہ اعلیٰ روحانی معیاروں پر فائز کر دیں۔ تعلق باللہ کے ذریعہ انسان نہ صرف حقوق اللہ کی ادائیگی کرتا ہے بلکہ اعلیٰ اخلاقی اقدار کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق بھی ادا کرتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں انسان کو اشرف المخلوقات کہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس یہ دونوں بنیادی تعلیمات ایسی ہیں کہ جس معاشرہ میں بھی ان کا قیام ہوگا اور جو لوگ ان پر عمل کریں گے وہ نہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں گے بلکہ پیار، محبت اور بھائی چارہ کو فروغ دینے والے بھی ہوں گے۔ بطور مسلمان میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کی اصلاح اور بنی نوع انسان میں ان عظیم اقدار کے قیام کیلئے مبعوث فرمایا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی اصلاح کی خاطر اس مقدس پیغام کی تبلیغ کیلئے دن رات ایک کر دیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوششیں صرف تبلیغ تک محدود نہ تھیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات اپنے خدا کے حضور سجدہ ریز ہو کر اس قدر گریہ وزاری کے ساتھ دعا کرتے کہ سجدہ گاہ آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ کیا وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر اخلاص کے ساتھ دعا مانگتے؟ اس کے پیچھے دولت اور طاقت کے حصول کی کوئی ذاتی غرض نہ تھی۔ یہ دعائیں کسی حکومت کے انتظام و انصرام پر قابض ہونے کیلئے نہ تھیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے کی جانے والی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر دعا میں یہی گریہ وزاری ہوتی کہ کیا وجہ ہے کہ لوگوں کی روحانی و اخلاقی اصلاح نہیں ہو رہی؟ لوگ گناہوں اور برائیوں کو کیوں ترک نہیں کر رہے؟ اور ان برائیوں اور گناہوں کی وجہ سے لوگ کیوں اپنے آپ کو تباہی کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا اس قدر گہرا غم اور صدمہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اضطراب اور بے چینی اتنی بڑھ چکی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم میں براہِ راست مخاطب ہوتے ہوئے پوچھا 'کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کے غم سے کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو سنتے نہیں اور اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اپنی جان کو ہلاک کر لیں گے؟'

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مگر اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو دل سے نکلی ہوئی اور خلوص سے بھری ہوئی دعاؤں کو سنتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کو بھی سنا۔ تاریخ گواہ ہے کہ جاہل، گنوار، شرابی، زانی، قمار باز، چور اور ہر قسم کی برائی میں مبتلا لوگ ان تمام برائیوں سے چھٹکارا حاصل کرنے والے بن گئے اور اعلیٰ اخلاقی اقدار نے ان برائیوں کی جگہ لے لی۔ وہ تمام لوگ بدل گئے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ کے ساتھ کبھی نہ ٹوٹنے والا تعلق قائم کر لیا۔ کوئی بھی دنیاوی طاقت اس قسم کا روحانی انقلاب پیدا نہیں کر سکتی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دنیاوی اعتبار سے دیکھا جائے تو ابتدائی مسلمان نہایت کمزور تھے اور جو تھوڑی بہت طاقت حاصل کی بھی تو بہت بعد میں۔ ابتدائی دور میں مسلمان انتہائی غریب، نادار اور بے سروسامان تھے لیکن اس کے باوجود اپنے پُرجوش اور خالص ایمان اور خدا تعالیٰ کے ساتھ قریبی تعلق کی وجہ سے اُس کی راہ میں زندگیاں قربان کرنے کیلئے ہمیشہ تیار تھے۔ انہوں نے قربانی کے اعلیٰ معیار قائم کئے اور ان کو خدمتِ انسانیت کا شوق اس قدر تھا کہ دوسروں کی مدد کے لئے اپنے گھروں میں موجود تمام تر ساز و سامان ان کو دینے کے لئے تیار رہتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اگر ہم ان کی ایمان لانے سے قبل اور ایمان لانے کے بعد کی زندگیوں کا موازنہ کریں تو بلاشبہ ان کے دلوں میں ایک عظیم الشان انقلاب رونما ہوا جو خدا کو سمجھنے اور اس کا ادراک حاصل کرنے کی وجہ سے تھا۔ وہ لوگ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے واضح نشانات دیکھنے لگے۔ یہ روحانی انقلاب محض ایک اتفاق نہ تھا یا یہ کسی دنیاوی مقصد کے حصول کی خاطر نہ تھا بلکہ انہوں نے از خود مشاہدہ کیا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں دوسروں کیلئے محبت کے فقید المثال جذبات موجود ہیں۔ حتیٰ کہ اسلام کے شدید ترین اور سفاک ترین مخالف بھی اس سچائی پر ایمان لانے کیلئے تیار ہو گئے۔ وہ اس صداقت پر گواہ ٹھہرے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ظلم، نفرت اور سفاکانہ حملوں کا جواب صرف اور صرف عفو، رحم اور شفقت سے دیا۔ وہ اس صداقت پر گواہ ٹھہرے کہ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے اُن مخالفین پر جنہوں نے اسلام کو نیست و نابود کرنے کیلئے کوئی کسر نہ چھوڑی تھی فتح حاصل کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی متانت اور درگزر کرتے ہوئے ان سے فرمایا کہ میری تم لوگوں سے کوئی ذاتی دشمنی نہ ہے۔ میں تمہارے اس ظلم و ستم کا بدلہ نہیں

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر293

مکرم الیاس ہمیش صاحب

میرا تعلق مراکش سے ہے جہاں میری پیدائش 1989 میں ہوئی۔ میں نے 2009 میں بیعت کی، اور اب کینیڈا میں پی ایچ ڈی کر رہا ہوں۔

مروجہ فہمِ حدیث سے اختلاف

2003ء میں 14 سال کی عمر میں ہی میں نے مختلف احادیث کے معانی کے بارہ میں بڑی سنجیدگی سے سوچنا شروع کیا کیونکہ میری طبیعت پر انکا بہت گہرا اثر تھا۔ایک روز ہمارے دینیات کے استاد نے یہ حدیث بیان کی: مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ جس کی بہتری کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سوجھ بوجھ عطا کرتا ہے۔ ہمارے استاد کی اس حدیث کی تشریح سے میرے ذہن میں معًا یہ سوال پیدا ہوا کہ کیا میرا ٹیچر یہ کہنا چاہتا ہے کہ جسے دین کی سوجھ بوجھ نہیں عطا ہوئی گویا اسکے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے کسی خیر کا ارادہ نہیں کیا؟ نیز جو لوگ دین کی بجائے دیگر علوم حاصل کرتے ہیں کیا وہ سارے خیر سے محرومی کے راستے پر گامزن ہیں؟

میری فکر اور پریشانی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میرا مروجہ فقہ کی کتب پڑھنے سے دل بہت گھبراتا تھا، اور مجھے اسکے برعکس سائنس اور عقل و منطق کے ساتھ چلنے والے مضامین زیادہ پسند تھے۔ تاہم اسلام سے مجھے بچپن سے ہی سے محبت تھی اور میں باقاعدگی کے ساتھ نماز ادا کرتا تھا۔

فکری و عملی اعتبار سے شخصیت کی تقسیم

میری مذکورہ سوچ نے عمر کے ساتھ ساتھ میری شخصیت کو بھی تقسیم کر کے رکھ دیا۔ ایک الیاس وہ تھا جو اسلام کے نام پر پھیلائے جانے والے ہر قسم کے دیو مالائی قصے کہانیوں کا انکار کرتا تھا جن میں جنّات، سحر، اور معجزہ کے نام پر مشہور کی جانے والی خرافاتی حکایتیں سرِ فہرست ہیں۔ اور دوسرا الیاس وہ تھا جو یہ کہتا تھا کہ چونکہ ان تمام امور کا ذکر قرآن و حدیث میں آیا ہے اسلئے مسلمان ہونے کے ناطے مجھے ان پر مروجہ طریق کے مطابق ایمان لانا چاہئے۔

مولویوں کی تشریحات والے دین اور عقل میں بظاہر تضاد نظر آنے لگا تھا۔ اور کوئی دینی امور کی عقل و منطق کے مطابق تشریح کرنے والا نہ تھا۔

جنّ اور سحر کے مسائل میرے لئے تضادات کا مجموعہ تھے۔ میٹرک میں میرے ایک کلاس فیلو دوست کا والد فلسفہ کا استاد تھا وہ جن و سحر کو خرافات سمجھتا تھا۔ میرے خیال میں یہ موقف اسلامی اصولوں کے انکار کے مترادف تھا لہذا اس کے ساتھ بحث کے دوران میں جنّ اور سحر کے بیان پر مشتمل آیاتِ قرآنیہ اسے سناتا، لیکن میری تمام دلیلیں اسکی باتوں کے سامنے نہایت بودی ثابت ہوتیں اور ہماری گفتگو چند منٹوں میں ہی ختم ہو جاتی۔ یوں نہ صرف فکری بلکہ عملی رنگ میں بھی میرے دو روپ ظاہر ہوئے، ایک وہ روپ تھا جو اس فلسفہ کے استاد کے سامنے ظاہر ہوتا تھا جسے میں کہتا کہ جب جنّ و سحر قرآن کریم میں بیان ہوا ہے تو مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور دوسرا روپ اسلامی علوم میں ڈگری کی حامل اپنی خالہ کے سامنے ظاہر ہوتا جس کے ساتھ بحث کے دوران میں اس فلسفہ کے مذکورہ استاد کا لبادہ اوڑھ کر ہر خلاف عقل چیز کا انکار کر دیتا۔

میں یقیناً اس اسلام سے بیزار ہو چکا تھا جس میں تضادات، دیومالائی کہانیوں اور خلاف عقل امور کی بھر مار تھی لیکن اسکے ساتھ ساتھ نری عقل پر ہی انحصار کر کے دہریت کا اسیر بھی نہیں ہونا چاہتا تھا۔ میں تو اسلامی طرز فکر کو عقل کے تقاضوں سے ہم آہنگ دیکھنے کا خواہاں تھا۔

احمدیت سے تعارف

نہ میرے اردگرد کے مسلمانوں نے اپنی خو بدلی، نہ ہی میری سوچ کے انداز میں کوئی تبدیلی آئی، یہاں تک کہ 2008 کا سال آ گیا۔ ایک روز میرے والد صاحب اپنے ایک پرانے دوست سے ملے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ احمدی ہو چکے ہیں۔ والد صاحب نے ان کے ساتھ مختلف موضوعات پر بحث کی۔ جب والد صاحب گھر تشریف لائے اور مجھے تمام امور کے بارہ میں بتایا تو میں بہت جذباتی ہو گیا اور فورًا کہہ ڈالا کہ اس شخص کے خیالات دین کے بدیہی امور کے مخالف ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول ہیں، اور ایسا شخص کفر کا مرتکب ٹھہرتا ہے۔ لیکن میں اس شخص سے مل کر اسے راہِ راست پر لانا چاہتا ہوں۔

اگلے روز جب میری اس شخص سے ملاقات ہوئی تو محض آدھے گھنٹے میں ہی میری طبیعت صاف ہو گئی۔ میری منتشر سوچ، غیر متناسب دلائل، اور فرد فرد خیال کے بالمقابل اس شخص کے پاس ایک مضبوط، متناسب اور عقل و منطق کے تقاضے پورے کرنے والا واضح منہج تھا۔ میں اسے اپنی بات سنانے کیلئے گیا تھا لیکن مسلسل تین گھنٹے تک اسکی باتیں سنتا رہا۔ اس سے گفتگو کے دوران مجھے جماعت احمدیہ اور اسکے عقائد پر اجمالی نظر ڈالنے کا موقع ملا۔

لیلۃ القدر

جب میں گھر واپس لوٹا تو جماعت کی عربی ویب سائٹ کھول کر اس پر موجود مواد پڑھنے لگا۔ اسی رات میں نے انٹرنیٹ کے ذریعہ جماعت کے عربی چینل کی نشریات بھی دیکھیں۔ اس پر میں نے جو پہلا پروگرام دیکھا وہ نئے احمدیوں کی قبولِ احمدیت کے مختصر واقعات پر مبنی ایک پروگرام تھا جس میں ایک سینیگالی دوست اپنی بیعت کا واقعہ بیان کر رہا تھا۔ اس دوران اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب: ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کی اتنی تعریف کی کہ یہ پروگرام سنتے ہی میرے اندر اس کتاب کے مطالعہ کی خواہش جوش مارنے لگی۔ چنانچہ میں نے اسی رات عربی ویب سائٹ سے یہ کتاب ڈھونڈی اور پڑھنی شروع کر دی۔ یہ رات میرے لئے ایک لیلۃ القدر ثابت ہوئی۔ میں نے ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا مطالعہ شروع کیا، گرمیوں کے شدید موسم کے باوجود کتاب کے مضمون اور اعلیٰ روحانی معارف اور اسلامی حقائق کو پڑھ کر کبھی کبھی مجھ پر کپکپی طاری ہو جاتی تھی اور بے اختیاری کے عالم میں میری آنکھیں چھلک پڑتی تھیں۔ الغرض اس رات خلاف توقع میرے لئے تو صداقت کا سورج طلوع ہو چکا تھا۔ لہٰذا کتاب کے ختم ہونے سے قبل میں اس کے مطالعہ سے رک نہ سکا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ اس کتاب کا مؤلف کوئی عام آدمی نہیں ہے، اور اس کتاب کا مضمون کسی کے ذاتی اجتہاد کا ثمرہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ یہ جماعت دیگر اسلامی جماعتوں کی طرح ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ یہی وہ جماعت ہے جس کی مجھے تلاش تھی۔ گو بعد میں میں نے جماعت کے بارہ میں اعتراضات اور افتراءات اور اتہامات پر مشتمل صفحات و مجلدات پڑھیں لیکن الحمد للہ کہ اس سے قبل ہی حق میرے دل میں میخ کی طرح گڑھ چکا تھا اور میں خود کو احمدی ہی سمجھنے لگا تھا۔

تحقیق اور اسکا طریق

میں نے انٹرنیٹ پر مختلف ویب سائٹس اور بلاگز وغیرہ پر جماعت کے متعلق مواد کا مطالعہ شروع کر دیا۔ افسوس کہ وہاں مجھے ہر طرف سے فتاوٰئ تکفیر و زندقہ، جھوٹ و افتراء اور جماعت سے دور رہنے کی نصیحتوں کے سوا کچھ نہ ملا۔ میں نے اپنی تحقیق کا محور صرف اسی سوال کو قرار دیا کہ: جماعت احمدیہ آخر کافر کیوں ہے؟ میں نے جہاں بھی یہ سوال پیش کیا مجھے اسکے جواب میں بے شمار اعتراضات کا سامنا کرنا پڑا لیکن باوجود اسکے کہ میں نے بیعت نہیں کی تھی پھر بھی پوری قوت اور جوش کے ساتھ میں جماعت کے خلاف پیش کئے جانے والے اعتراضات کا ردّ کرتا تھا، اور اس کے لئے مجھے خاص قوت عطا ہو گئی تھی۔

اعترافاتِ دشمناں

میری تحقیق کے دوران ایک مخالفِ جماعت کا مضمون پڑھ کر مجھے بہت ہنسی آئی۔ اس نے لکھا تھا کہ: ہمیں اپنے نوجوانوں کو اس جماعت سے دور رہنے کی تلقین کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اس جماعت کی اکثریت انجینئرز اور ڈاکٹرز پر مشتمل ہے اور ان کے پاس اپنے مدّ مقابل کو قائل کرنے کے مؤثر ترین طریق ہیں۔

میں نے کہا کہ مجھے فورًا ایسے لوگوں کی صف میں شامل ہو جانا چاہئے کیونکہ اول تو پڑھے لکھے ہونے کی وجہ سے ان کی بات عقل و منطق کے زیادہ قریب ہوگی۔ دوسرے اس لئے کہ ڈاکٹرز اور انجینئرز ہونے کی وجہ سے یہ کہنا تو محال ہے کہ یہ بھی مال کمانے کے لئے ایسا کر رہے ہوں گے جیسے مولوی حضرات اپنے ٹی وی پروگراموں اور لیکچرز کی کمائی کھا رہے ہیں اور ہر وقت زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنے پیچھے لگانے کی فکر میں رہتے ہیں۔

بیعت

میری جماعت کے مخالفین کے ساتھ یہ بحث تقریبًا ایک سال تک چلتی رہی حتی کہ 2009 کے آخری ایام میں میری اپنے خاندان کی ایک خاتون کے ساتھ امام مہدی کے ظہور اور دجال کے خروج کے بارہ میں بات ہوئی۔ دوران گفتگو اس نے مجھے ایک سلفی مولوی کی ''علامات الساعۃ'' کے موضوع پر ایک کتاب لا کر دی۔ میں نے کتاب کھولی تو سامنے یہ حدیث تھی: عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِيْ أَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ، عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تَكُوْنُ مَعَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ۔ (سنن النسائی، کتاب الجهاد، باب غزوة الهند)

یعنی: میری امت سے دو ایسی جماعتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ سے نجات بخشے گا، ان میں سے ایک جماعت تو وہ ہے جو ہندوستان میں جہاد کرے گی اور دوسری وہ ہے جو حضرت عیسیٰ بن مریم کے ساتھ ہوگی۔

میں نے یہ حدیث پہلی مرتبہ پڑھی تھی۔ آخری زمانے کی خبروں کے ساتھ ہندوستان کا ذکر مجھ پر بجلی کا سا اثر کر گیا، میرا بدن کانپنے لگا اور آنکھ بھر آئی، یہاں تک کہ میری رشتہ دار خاتون نے بھی میری اس حالت کو محسوس کیا۔

اس حدیث کے بعد میں نے بیعت کا فیصلہ کر لیا۔ پھر استخارہ کے بعد میں نے عید الأضحیٰ کے موقعہ پر بیعت فارم پُر کر دیا۔ اس وقت میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے خدا اس عید کو میرے لئے نفس کو ذبح کرنے والی عید بنا دے۔

تبلیغ اور ثمرات

بیعت کے بعد میں نے امام مہدی کے سفینے میں لوگوں کو سوار کرنے کے لئے تبلیغ شروع کر دی۔ بفضلہٖ تعالیٰ چھ ماہ کی جدو جہد کے بعد میرے والد صاحب نے بیعت کر لی۔ پھر میرے ایک دوست اور اسکی بیوی نے بھی بیعت کر لی۔ اسکے بعد میرے چھوٹے بھائی اور اسکے ایک کلاس فیلو بھی احمدیت کی آغوش میں گئے۔ یہ سلسلہ چلتا رہا حتی کہ میرے چار دیگر دوستوں نے بھی سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کر لی۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

احمدیت۔۔عافیت کا حصار

دو سال قبل میں مراکش کے شہر رباط میں تعلیم حاصل کر رہا تھا جبکہ میرے اہل خانہ مراکش کے جنوبی شہر ''تارودانت'' میں تھے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے چار دانت گر گئے ہیں۔ تعبیر دیکھی تو معلوم ہوا کہ دانت گرنے سے مراد کسی قریبی کی وفات ہوتی ہے۔ یہ جان کر مجھے بے چینی لاحق ہوئی، ہر لمحے کسی بری خبر کا انتظار ہونے لگا۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ کے حضور دعا ہی ایک راستہ تھا جو میں نے اپنایا، متضرعانہ دعاؤں کے بعد میں نے رؤیا میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ''تارودانت'' میں اپنی دادی جان کے گھر میں دیکھا، آپ ہاتھ اٹھائے گڑگڑا کر دعا کر رہے تھے۔ میں جہاں رؤیا میں حضور انور کو دیکھ کر خوش ہوا وہاں آپ کو پُر درد طریق پر رو رو کر دعائیں کرتے ہوئے دیکھ کر پریشانی بھی ہوئی۔ مجھے اس خواب کی کوئی تعبیر نہ سمجھ آئی۔

چند چھٹیاں ہوئیں تو میں اپنے والدین کو ملنے کے لئے ''تارودانت'' گیا۔ جہاں مجھے معلوم ہوا کہ میرے والدین اور دو بھائی ایک خطرناک حادثے کا شکار ہو گئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے محفوظ رکھا۔ ان سب نے باہم مشورہ کے بعد مجھے یہ خبر نہ بتائی تھی، تا مجھے فکر لاحق نہ ہو اور میری پڑھائی کا حرج نہ ہو۔ یہ حادثہ اتنا خطرناک تھا کہ میری والدہ نے کہا کہ: کہ ہمارا بچ جانا ایک معجزہ سے کم نہیں ہے۔ اس حادثہ میں میرے خاندان کے یہ چاروں افراد ایک ٹرک کے نیچے آتے آتے بچے تھے۔ یہ سن کر مجھے خواب میں چار دانت گرنے کی تعبیر سمجھ آئی کہ میرے یہ چاروں قریبی حادثے کا شکار ہونے والے تھے، لیکن دوسری خواب میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی متضرعانہ دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے سنا اور انہیں بچا لیا۔ گویا احمدیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان انہیں عافیت کے حصار میں محفوظ رکھا۔

آخر پر یہی کہتا ہوں کہ احمدیت کی نعمت محض خدا کی عطا ہے اور چونکہ وہی ہدایت دینے والا ہے اس لئے اس کی اس عنائت پر جس قدر شکر کروں کم ہے۔

اسلام کے اصولِ اطاعت

(تحریر: حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃالمسیح الثانی رضی اللّٰہ عنہ)

(قسط نمبر2)

احکام کی تعمیل میں بشاشت قلبی کے لئے لازمی تقاضے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سورۃ الکافرون کی آیت لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ امر ظاہر ہے کہ احکام کی تعمیل میں بشاشت قلبی تبھی پیدا ہوسکتی ہے جب مندرجہ ذیل امور موجود ہوں:

1۔ احکام کے فلسفہ کو سمجھنا۔

2۔ رحمت کا پہلو تعلیم میں غالب ہونا۔

3۔ احکام کی تعمیل میں ایسے فوائد کا موجود ہونا جو اس تکلیف اور مشقّت سے بڑھ کر ہوں جو اعمال کے بجالانے میں اٹھانی پڑتی ہے۔

4۔ شریعت کا خود انسان کے حق میں مفید ہونا جس سے اُسے اپنا مقصود نظر آجائے۔

یہ چاروں باتیں صرف اسلام میں پائی جاتی ہیں۔ دوسرے مذاہب ان باتوں سے خالی ہیں۔ چنانچہ **اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کے سارے احکام فلسفہ پر مبنی ہیں۔ یعنی اسلام صرف کوئی حکم ہی نہیں دیتا بلکہ ساتھ ہی یہ بتاتا ہے کہ اس حکم کی غرض کیا ہے۔ اس کے فوائد کیا ہیں اور اس کا مقصد کیا ہے۔** تا ان احکام پر عمل کرنے والا اپنے دل میں ایک لذّت محسوس کرے اور سمجھ لے کہ وہ لغو کام نہیں کر رہا یا صرف حکم کی تعمیل نہیں کر رہا۔ بلکہ ایسے حکم کی تعمیل کر رہا ہے جو اپنے اندر بے شمار انفرادی اور قومی فوائد رکھتا ہے۔ یہ امر بھی یاد رکھنا چاہئے کہ صرف حکم ہی نہیں بلکہ اس کا فلسفہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر احکام کے ساتھ ساتھ آسمان سے نازل کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَأَنزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيماً۔ (سورۃ النساء: 113) یعنی اے ہمارے رسول ہم نے تجھ پر احکام پر مشتمل ایک مکمل کتاب نازل کی ہے اور ان احکام کا فلسفہ بھی آسمان سے نازل کیا ہے اور تجھے وہ کچھ سکھایا ہے جو اس سے پہلے تُو نہیں جانتا تھا اور تجھ پر اللہ کا بہت بڑا فضل واحسان ہے۔

پھر فرمایا کہ احکام کا یہ فلسفہ ہم نے صرف اپنے رسول پر اس کے ذاتی علم کے لئے ہی نہیں نازل کیا بلکہ اس لئے نازل کیا ہے تا وہ اپنے متبعین کو یہ فلسفہ بتائیں اور ان کو سمجھائیں۔ چنانچہ فرمایا: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلالٍ مُّبِينٍ (آل عمران:165)۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا جبکہ اس نے انہی کی قوم میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔ جو ان کو اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کے دلوں کو پاک کرتا ہے اور قوم کو ترقی کے ذرائع بتاتا ہے، کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ اس سے پہلے نہایت ہی خطرناک گمراہی میں مبتلا تھے۔

اسلام اپنے احکام کی اغراض اور فلسفہ بھی بیان کرتا ہے

پس اسلام کو دوسرے مذاہب کے مقابل پر یہ فوقیت حاصل ہے کہ وہ اپنے احکام کی اغراض اور اُن کے فلسفہ کو بھی بیان کرتا ہے تا کہ ان احکام کی تعمیل میں بشاشت قلبی قائم رہے اور تعمیل کرنے والوں کو لذّت وسرور حاصل ہو۔ اور یہ فلسفہ ایک دو احکام میں نہیں بلکہ اسلام کے جملہ احکام میں اس کو مدّ نظر رکھا گیا ہے۔ اسلام کے سارے احکام کو گننا اور ان کے فلسفہ کو بیان کرنا ایک لمبا وقت چاہتا ہے۔ اس لئے یہ مضمون تفصیل کے ساتھ تو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں ذیل میں چند ایک مثالیں بیان کردیتے ہیں تا مفہوم واضح ہوسکے۔

(1) سو جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلاَتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔ (التوبۃ:103)

یعنی اے ہمارے سول! مسلمانوں کے اموال میں سے کچھ رقم بطور صدقہ یعنی زکوٰۃ لیا کرتا کہ اس طریق سے تُو ان کو پاک کرنے اور ان کے اموال میں ترقی دینے کا راستہ کھول سکے اور ان کی قربانی کا مظاہرہ دیکھ کر اُن کے لئے دعائیں کرسکے۔ کیونکہ تیری دعائیں اُن کے لئے اطمینان و تسکین کا موجب ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ تیری دعائیں سنتا اور قربانی کرنے والوں کے حالات کو خوب جانتا ہے۔

ان آیات میں پہلے فرمایا: خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً کہ اے رسول! مسلمانوں کے اموال سے زکوٰۃ لیا کر۔ اس کے بعد اس حکم کی غرض وغایت ان الفاظ میں بیان کی کہ تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا یعنی زکوٰۃ کی پہلی غرض تُطَهِّرُهُمْ کے ماتحت یہ ہے کہ انسان کا مال دوسروں کے حقوق ادا کرکے پاک ہوجائے۔ کیونکہ تمام انسانوں کی دولت دوسرے لوگوں کی مدد سے کمائی جاتی ہے اور اس کمائی میں دوسروں کا حق شامل ہوتا ہے جو (باوجود مزدوری ادا کرنے کے) پھر بھی دولتمند کے مال میں باقی رہ جاتا ہے۔ مثلاً ایک مالدار آدمی ایک کان سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ کان کے مزدوروں کو ان کی مزدوری پوری طرح ادا بھی کردے تو بھی وہ جو کچھ ان کو ادا کرتا ہے وہ اُن کی مزدوری ہے، مگر قرآنی تعلیم کے مطابق وہ لوگ بھی اس کان میں حصہ دار تھے۔ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الأَرْضِ جَمِيْعًا (البقرۃ:30) کہ دنیا کے سب خزانے تمام بنی نوع انسان کے لئے پیدا کئے گئے ہیں نہ کہ کسی خاص شخص کے لئے۔ پس مزدوری ادا کردینے کے بعد بھی حق ملکیت جو مزدوروں کو حاصل تھا ادا نہیں ہوتا۔ اس کی ادائیگی کی یہ صورت ہوسکتی تھی کہ اُن مزدوروں کو کچھ زائد رقم دے دی جائے۔ مگر اس طرح اُن چند مزدوروں کو تو اُن کا حق ادا ہوجاتا۔ مگر باقی دنیا جو اس میں حصہ دار تھی اس کا حق ادا ہونے سے رہ جاتا۔ پس اسلام نے یہ حکم دیا کہ اس قسم کی کمائی میں سے کچھ حصہ حکومت کو ادا کیا جائے تا کہ وہ اُسے تمام لوگوں میں مشترک طور پر خرچ کرے۔

اسی طرح زمیندار جو زمین میں سے اپنی روزی پیدا کرتا ہے گو اپنی محنت کا پھل کھاتا ہے مگر وہ اس زمین سے بھی تو فائدہ اٹھاتا ہے جو تمام بنی نوع انسان کے لئے بنائی گئی تھی۔ پس اس کی آمد میں سے بھی ایک حصہ حکومت کو قرآن کریم دلواتا ہے تا کہ تمام بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے اُسے خرچ کیا جائے۔ اس قانون کے مطابق مزارع عُشر دیتا ہے اور پھر جو مالک ہے جب اس کے پاس روپیہ جمع ہوتا ہے وہ بھی اس میں سے زکوٰۃ دیتا ہے۔

اسی طرح تجارت کرنے والا بظاہر اپنے مال سے تجارت کرتا ہے۔ لیکن اس کی تجارت کا مدار ملکی امن پر ہے اور اس امن کے قیام میں ملک کے ہر شخص کا حصہ ہے۔ پس اس حصہ کو دلانے کے لئے کمائے ہوئے مال پر اسلام نے زکوٰۃ مقرر کردی تا کہ کمائے ہوئے مال دوسروں لوگوں کے حصہ سے پاک ہوتے رہیں۔

دوسری غرض تُزَكِّيهِم کے ماتحت (جس کے معنے بڑھانے اور ترقی دینے کے ہیں) یہ قرار دی گئی ہے کہ اس کے ذریعہ افراد اور ملک وقوم کی ترقی کا راستہ کھولا جائے۔

اس آیت میں تُطَهِّرُهُمْ کے بعد تُزَكِّيهِم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ پس اس کے وہ معنے لینے پڑیں گے جو ہوں تو لُغت کے مطابق لیکن تُطَهِّرُ سے مختلف ہوں تا کہ قرآن کریم کی فصاحت قائم رہے۔ سو جب ہم لُغت کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوجاتا ہے کہ **تزکیہ کے معنے علاوہ تطہیر کے ترقی دینے کے بھی ہوتے ہیں۔** پس آیت کے یہ معنے ہوں گے کہ اموال زکوٰۃ لے کر تم دلوں کی صفائی کرو اور ان کے اموال میں جو دوسروں کا حق ہے اس سے اُن کے اموال کو پاک کرو۔ اور قوم اور ملک کی ترقی کے سامان بہم پہنچاؤ۔ **گویا زکوٰۃ صرف عبادت ہی نہیں بلکہ حقوق العباد کی ادائیگی کا بھی ایک ذریعہ ہے۔**

زکوٰۃ کے مصارف

پھر قرآن کریم نے زکوٰۃ کے مصارف بھی خود بیان کردیئے تا کہ یہ بات پوری طرح واضح ہوجائے کہ کس طرح زکوٰۃ کے اموال کے ذریعہ اہم قومی ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے۔ اگر یہ اموال ان ضروریات کے لئے خرچ نہ کئے جاتے تو قوم بے دست وپا ہوکر رہ جاتی۔

فرمایا: إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ۔ (توبہ:60) یعنی زکوٰۃ کے خرچ کرنے کی مندرجہ ذیل آٹھ مدّات ہیں:

1۔ فقراء۔

2۔ مساکین۔

3۔ زکوٰۃ کے کام پر مامور عملہ۔

4۔ مؤلفۃ القلوب۔ یعنی جن لوگوں کی تالیف قلب مدّ نظر ہو۔

5۔ فی الرقاب۔ یعنی جو غلام ہوں یا مصائب میں پھنسے ہوئے ہوں اُن کی گلوخلاصی کرانے میں۔

6۔ غارمین۔ یعنی وہ لوگ جو اپنے کسی قصور کے بغیر مالی ابتلاء میں پھنس گئے ہوں۔

7۔ فی سبیل اللہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے یا اس کی رضا کے کاموں میں۔

8۔ ابن السبیل۔ یعنی مسافر۔

زکوٰۃ کا پہلا مَصرف فقراء ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو کلّی طور پر یا جزوی طور پر اپنا گزارہ چلانے کے لئے دوسروں کی مدد کے محتاج ہیں۔ مثلاً اپاہج ہیں۔ معذور ہیں۔ یتامیٰ و بیوگان ہیں۔ ایسے تمام لوگوں کی ذمہ داری قوم پر ہوتی ہے۔ اگر ان کا خیال نہ رکھا جائے تو قوم ذلیل ہوجاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایسا حکم دے دیا جس سے دائمی طور پر قابلِ امداد لوگوں کی امداد ہوتی رہے اور قوم اور ملک میں ضعف پیدا نہ ہو۔

قرآنی آیت میں فقراء کا لفظ اللہ تعالیٰ نے پہلے رکھا ہے۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ ہر حالت میں اس کو تمام دوسرے اخراجات پر ترجیح دی جائے گی۔ بلکہ اس کے صرف یہ معنے ہیں کہ عام حالات میں اس کو ترجیح دی جائے گی۔ ورنہ ایسے حالات بھی آسکتے ہیں جبکہ حکومت کو خود اپنی ذات میں خطرہ ہو۔ ایسے وقت میں افراد خواہ کتنے ہی غریب ہوں۔ انہیں ملّت کے لئے قربانی کی دعوت دی جائے گی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے غریبوں اور امیروں سب کو بلاتے تھے اور انہیں دیا کچھ نہیں جاتا تھا۔ پس معلوم ہوا کہ اگر قوم و ملک کی آزادی خطرے میں ہو۔ تو اُس وقت غرباء کو بھی قربانی کے لئے بلایا جاسکتا ہے۔ پس یہ ترتیب جو قرآنی آیت میں فقراء کو نمبر اوّل پر رکھ کر قائم کی گئی ہے فرض نہیں، مرجّح ہے۔

آیت میں فقراء کے بعد مساکین کا لفظ ہے۔ لُغت میں مسکین کے معنے بھی درحقیقت فقیر ہی کے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ مسکین ساکن فقیر کو کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساکن فقیر کے یہ معنے کئے ہیں کہ وہ جو اپنے گھر میں بیٹھ جائے اور سوال کے ذریعہ کسی کو اپنی غربت کا پتہ نہ لگنے دے۔ یعنی صرف اس کے حالات سے علم ہو کہ وہ قابل امداد ہے۔

باوجود اس کے کہ فقیر اور مسکین کے الفاظ ایک ہی قسم کی غربت پر دلالت کرتے ہیں۔ انہیں الگ الگ بیان کرنے میں یہ حکمت ہے کہ **اسلامی حکومت کا یہ فرض مقرر کیا گیا ہے کہ وہ صرف نادار لوگوں کا ہی فکر نہ کرے بلکہ ایسے لوگوں کی بھی جستجو کرے جو نادار ہیں لیکن اپنی ناداری لوگوں پر ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ اور تلاش کرکے ان کی مدد کرے۔**

تیسری مدّ خرچ کی وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا کے الفاظ میں بیان کی گئی ہے یعنی جو لوگ زکوٰۃ کا انتظام کرنے پر مقرر ہوں ان کی تنخواہیں وغیرہ بھی اس سے ادا کی جائیں۔

درحقیقت وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا کے الفاظ میں وسعت ہے۔ ملکی فوج بھی عاملین کی ذیل میں آجاتی ہے کیونکہ اگر فوج نہ ہوگی تو ملک کا امن برقرار نہ رہ سکے گا۔ نہ تجارت ہوسکے گی نہ زمینداری۔ اور اگر تجارت وزمینداری نہ ہوگی تو زکوٰۃ کہاں سے آئے گی۔ پس زکوٰۃ کے جمع ہونے میں فوج کا بھی بڑا دخل ہے۔ بہرحال زکوٰۃ کے نظم ونسق کے کارکن اوّل درجہ پر عاملین کی ذیل میں آتے ہیں۔

چوتھی مدّ مؤلفۃ القلوب کی بیان کی گئی ہے یعنی وہ لوگ جن کے دل ملے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ملے ہوئے دلوں کا ذکر کرنے کے یہی معنے ہوسکتے ہیں کہ ان کا ظاہر ملا ہوا نہ ہو۔ پس مؤلفۃ القلوب سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل اسلام یا اسلامی حکومت کی طرف مائل ہوچکے ہوں لیکن کفار کے ملک میں ہونے کی وجہ سے اپنے اسلام یا اپنی ہمدردی کو پوری طرح ظاہر نہ کرسکتے ہوں اُن کو اسلامی ملک میں لانے یا ان کی دلی حالت کو قائم رکھنے میں مدد دینے کے لئے بھی زکوٰۃ کا روپیہ خرچ کیا جاسکتا ہے۔ یا ایسے لوگ جن کے دل اسلام کی صداقت کے قائل ہوچکے ہیں لیکن اگر وہ

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

احکامِ الٰہی پر عمل بغیر معرفت الٰہی کے نہیں ہوسکتا۔ جتنی زیادہ خدا تعالیٰ کی معرفت ہوگی اتنا زیادہ عبادات اور اعمال صالحہ کی روح کو سمجھتے ہوئے ان کو بجا لانے کی طرف توجہ ہوگی۔

بیشک شروع میں یہ معرفت اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی خاص عطا کی وجہ سے نیک فطرت لوگوں کو عطا ہوتی ہے مگر پھر یہ معرفت ایمان کی خوبصورتی اور اعمال صالحہ کے بجالانے سے بڑھتی جاتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں الٰہی تائیدات اور نشانات میں سے بعض کا حضور علیہ السلام کے الفاظ میں ہی ایمان افروز تذکرہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے نشانوں کا سلسلہ آج بھی جاری ہے اور ہزاروں لوگ یہ نشانات دیکھ کر سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں۔

شام، پاکستان اور مصر کے احمدیوں کے لئے خاص طور پر دعا کی تحریک

محترمہ لطیفہ الیاس صاحبہ آف امریکہ کی وفات۔ مرحومہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 21 مارچ 2014ء بمطابق 21 امان 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آج مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چند تحریرات اور اقتباسات ارشادات پیش کروں گا جن میں آپ نے اپنی صداقت اور نشانات و معجزات کا ذکر فرمایا ہے۔ لیکن اس سے پہلے مَیں گزشتہ خطبہ کے حوالے سے بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے آپ علیہ السلام کے معرفت الٰہی کی اہمیت اور حصول کے طریق کے بارے میں کچھ اقتباسات پڑھے تھے اور ایک دو مشکل حوالوں کی مختصر وضاحت بھی کی تھی۔ لیکن بعد میں جب مَیں نے اس خطبہ کا ابتدائی انگریزی ترجمہ سنا اور پھر الفضل میں چھپنے کے لئے خطبہ تحریری شکل میں میرے سامنے آیا تو مجھے احساس ہوا کہ ایک اقتباس کی وضاحت صحیح طور پر نہیں ہوسکی جس کی وجہ سے شاید مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے والوں کو دقّت ہوئی ہو۔ اسی طرح تحریر میں لانے والے کو بھی دقت ہوئی۔ اس لئے آج مَیں پہلے اس اقتباس کی چند سطریں یا اس کا کچھ حصہ پڑھ کر آسان الفاظ میں اس کو مختصرً ا بیان کروں گا یا بیان کرنے کی کوشش کروں گا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو علم کلام ہے اس کو بڑی گہرائی میں جا کر غور کرنا پڑتا ہے، سمجھنا پڑتا ہے۔

اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ احکامِ الٰہی پر عمل بغیر معرفت الٰہی کے نہیں ہوسکتا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’علم اور معرفت کو خدا تعالیٰ نے حقیقت اسلامیہ کے حصول کا ذریعہ ٹھہرایا ہے اور اگرچہ حصولِ حقیقت اسلام کے وسائل اَور بھی ہیں جیسے صوم و صلوٰۃ اور دعا اور تمام احکام الٰہی جو چھ سو سے بھی کچھ زیادہ ہیں لیکن عظمت و وحدانیت ذات اور معرفت شیون و صفات جلالی و جمالی حضرت باری عزّ اِسْمُہٗ وسیلۃ الوسائل اور سب کا موقوف علیہ ہے کیونکہ جو شخص غافل دل اور معرفت الٰہی سے بکلّی بے نصیب ہے وہ کب توفیق پاسکتا ہے کہ صوم اور صلوٰۃ بجالاوے یا دعا کرے یا اور خیرات کی طرف مشغول ہو۔ ان سب اعمال صالحہ کا محرک تو معرفت ہی ہے اور یہ تمام دوسرے وسائل دراصل اسی کے پیدا کردہ اور اسی کے بنین و بنات ہیں۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 187-188)

یہ اقتباس بڑا اہم ہے اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ عام آدمی کے سمجھنے کے لئے بھی اس کی کچھ وضاحت کر دوں۔

پہلی بنیادی بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بیان فرمائی کہ اسلام کی حقیقت اسی کو پتہ چل سکتی ہے جب کوئی گہرائی میں جا کر اس کا علم اور معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرے یا اس وقت پتہ لگ سکتی ہے جب یہ کوشش کی جائے کہ علم اور معرفت حاصل ہو۔ فرمایا کہ اسلام کی حقیقت کے حصول کے لئے بہت سے ذریعے ہیں اور اسلام کی حقیقت انہی پر واضح ہوسکتی ہے جو ان ذریعوں کو حاصل کریں۔ بے شمار ذریعے ہیں ان کو حاصل کرنے کی کوشش ہوگی تبھی اسلام کی حقیقت واضح ہوگی۔ ان ذرائع میں نماز ہے، روزہ ہے، دعا ہے اور وہ تمام احکام الٰہی ہیں جو قرآن کریم میں درج ہیں اور ایک اندازے کے مطابق ان کی تعداد چھ سو سے زیادہ ہے۔ لیکن یاد رکھو نہ نماز کی حقیقت معلوم ہوسکتی ہے، نہ روزے کی حقیقت معلوم ہوسکتی ہے۔ یعنی حقیقی طور پر نہ نماز کی ادائیگی کا فرض ادا ہوسکتا ہے، نہ روزے کی ادائیگی کا فرض ادا ہوسکتا ہے، نہ دعا کی حقیقت کا علم ہوسکتا ہے، نہ ہی قرآن کریم کے باقی احکامات کا صحیح فہم و ادراک ہوسکتا ہے۔ ان سب باتوں کی گہرائی، اہمیت اور حقیقت کا علم تبھی ہوگا جب اللہ تعالیٰ کی عظمت کا علم اور معرفت حاصل ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کی ذات کی وحدانیت کی معرفت حاصل ہو۔ یہ یقین ہو کہ وہی ایک خدا ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور خدا نہیں۔

اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جو مختلف صفات ہیں جن میں صفات جلالی بھی ہیں اور صفات جمالی بھی ہیں ان کی نئی سے نئی شان کا فہم و ادراک اور معرفت نہ ہو تو اس وقت تک احکامات پر عمل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ادراک ہوگا تو تبھی اس کے احکامات پر عمل بھی صحیح طرح ہو سکے گا۔ گویا اگر نماز روزہ اور باقی احکام کی روح کو سمجھنا ہے تو جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں دوسری جگہ فرمایا ہے کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَأْن۔ (الرحمٰن:30) یعنی ہر گھڑی وہ ایک نئی شان میں ہوتا ہے۔ اس کی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے۔

پس اسلام کی حقیقت اور عبادات اور احکام الٰہی کو سمجھنے کے لئے بنیادی چیز اللہ تعالیٰ کی عظمت کا علم ہونا ہے کہ وہ کتنی عظیم ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ذات کا علم ہونا، اللہ تعالیٰ کی صفات جلالی اور جمالی کے مختلف پہلوؤں اور شانوں کا علم ہونا ضروری ہے کہ ان صفات کی بھی مختلف شانیں ہیں۔ یا اس کا علم اور معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ اگر پوری طرح ادراک نہیں بھی ہوتا تو انسان کو کوشش کرنی چاہئے کہ اپنی عبادات کو بجالانے کے لئے اور احکامات پر عمل کرنے کے لئے یہ کوشش کرے کہ اللہ تعالیٰ کی ان صفات کی معرفت حاصل کرے کیونکہ تمام احکام الٰہی پر عمل کا انحصار اسی معرفت الٰہی پر ہے۔

آپ نے فرمایا کہ جو غافل دل ہے اس کو علم ہی نہیں کہ معرفت الٰہی کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ذات وصفات کی شان اور عظمت کیا ہے؟ وہ کب نماز میں یا روزے کی ادائیگی میں اس کا حق ادا کرنے کی توفیق پاسکتا ہے یا دعا اور صدقہ وخیرات کی طرف توجہ دے سکتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ سب اعمال صالحہ کا محرک جس کی وجہ سے یہ تحریک پیدا ہو، جس کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہو کہ اعمال صالحہ بجالانے ہیں، وہ معرفت ہی ہے۔ جتنی زیادہ خدا تعالیٰ کی معرفت ہوگی اتنا زیادہ عبادات اور اعمال صالحہ کی روح کو سمجھتے ہوئے ان کو بجالانے کی طرف توجہ ہوگی۔ پس اگر ہم معرفت الٰہی کے حصول کی طرف توجہ کریں گے تو احکام الٰہی پر عمل کی طرف بھی توجہ رہے گی۔ بیشک شروع میں یہ معرفت اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ کی خاص عطا کی وجہ سے نیک فطرت لوگوں کو عطا ہوتی ہے مگر پھر یہ معرفت ایمان کی خوبصورتی اور اعمال صالحہ کے بجالانے سے بڑھتی جاتی ہے اور انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں اسے حقیقی اسلام کا پتہ چلتا ہے۔ صرف نام کا اسلام نہیں رہتا۔ اور اس کا سینہ ودل اللہ تعالیٰ کی معرفت سے روشن ہو جاتا ہے۔ پس یہ چیز ہے جسے ہمیں ایک حقیقی مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے والے کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اس وضاحت کے بعد اب مَیں اس مضمون کو بیان کرتا ہوں جس کا میں نے شروع میں ذکر کیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں جو مختلف الٰہی تائیدات اور نشانات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں ان میں سے کچھ کا ذکر ہے۔ دو دن تک انشاء اللہ تعالیٰ 23/ مارچ ہے اور یوم مسیح موعود بھی جماعتوں میں منایا جائے گا جس میں اس دن کے حوالے سے علماء اور مقررین تقریریں بھی کرتے ہیں اور اس حوالے سے باتیں بھی کرتے ہیں جس میں نشانات کا بھی ذکر ہوتا ہے، تائیدات کا بھی ذکر ہوتا ہے یا جو بھی متعلقہ مضامین ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے متعلق وہ بیان ہوتے ہیں۔ بہرحال یہ حسن اتفاق ہے کہ آج کا مضمون اس دن کے حوالے سے مَیں بیان کر رہا ہوں جو گو دو دن پہلے بیان ہو رہا ہے۔ اس بارے میں یہ بھی بتا دوں کہ اس سال قادیان سے تین دن کا ایک پروگرام نشر ہوگا جو عربی میں یوم مسیح موعود کے حوالے سے ہو رہا ہے اور یہ پروگرام ایم ٹی اے پر لائیو (Live) آئے گا۔ وہاں ہمارے عرب دوست گئے ہوئے ہیں جو وہاں سے اس دن کی اہمیت سے یا اس مضمون کی اہمیت کے بارے میں بیان کریں گے۔ قادیان کی بستی سے ہی انشاء اللہ تعالیٰ یہ لائیو پروگرام ہو رہا ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ اتوار کو مَیں بھی اس میں اپنا پیغام دوں گا۔ احباب اس سے بھی استفادہ کرنے کی کوشش کریں۔

اب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ اقتباسات پیش کرتا ہوں۔ اپنی آمد اور صداقت کے بارے میں چاند اور سورج گرہن کا نشان پیش فرماتے ہوئے، ان کے بارے میں وضاحت فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’صحیح دارقطنی میں یہ ایک حدیث ہے کہ امام محمد باقر فرماتے ہیں کہ اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ۔ يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ۔ ترجمہ یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں اور جب سے کہ زمین وآسمان خدا نے پیدا کیا یہ دو نشان کسی اور ماموراور رسول کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کا گرہن اس کی اوّل رات میں ہوگا یعنی تیرھویں تاریخ میں۔ اور سورج کا گرہن اس کے دِنوں میں سے بیچ کے دن میں ہوگا۔ یعنی اسی رمضان کے مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ کو۔ اور ایسا واقعہ ابتدائے دنیا سے کسی رسول یا نبی کے وقت میں کبھی ظہور میں نہیں آیا۔ صرف مہدی معہود کے وقت اس کا ہونا مقدر ہے۔ اب تمام انگریزی اور اردو اخبار اور جملہ ماہرین ہیئت اس بات کے گواہ ہیں کہ میرے زمانہ میں ہی جس کو عرصہ قریباً بارہ سال کا گزر چکا ہے اسی صفت کا چاند اور سورج کا گرہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آیا ہے۔ اور جیسا کہ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے یہ گرہن دو مرتبہ رمضان میں واقع ہو چکا ہے۔ اول اس ملک میں دوسرے امریکہ میں۔ اور دونوں مرتبہ اُنہیں تاریخوں میں ہوا ہے جن کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے۔ اور چونکہ اس گرہن کے وقت میں مہدی معہود ہونے کا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے نہیں تھا اور نہ کسی نے میری طرح اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دے کر صدہا اشتہار اور رسالے اردو اور فارسی اور عربی میں دنیا میں شائع کئے، اس لئے یہ نشانِ آسمانی میرے لئے متعین ہوا۔ دوسری اس پر دلیل یہ ہے کہ بارہ برس پہلے اس نشان کے ظہور سے خدا تعالیٰ نے اس نشان کے بارے میں مجھے خبر دی تھی کہ ایسا نشان ظہور میں آئے گا اور وہ خبر براہین احمدیہ میں درج ہو کر قبل اس کے جو یہ نشان ظاہر ہو لاکھوں آدمیوں میں مشتہر ہو چکی تھی‘‘۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 202)

گو اب بعض لوگ چاند گرہن کی دلیلیں پیش کرتے ہیں لیکن اس کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے پہلے فرما دیا تھا کہ یہ نشان ظاہر ہوگا۔

پھر اس بارے میں مزید وضاحت فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’یہ حدیث ایک غیبی امر پر مشتمل ہے جو تیرہ سو برس کے بعد ظہور میں آ گیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت مہدی موعود ظاہر ہوگا اس کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن تیرھویں رات کو ہوگا اور اسی مہینہ میں سورج گرہن اٹھائیسویں دن ہوگا اور ایسا واقعہ کسی مدعی کے زمانہ میں بجز مہدی معہود کے زمانہ کے پیش نہیں آئے گا۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی کھلی کھلی غیب کی بات بتلانا بجز نبی کے اور کسی کا کام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے لَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهٖ أَحَدًا۔ إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِن رَّسُولٍ (الجن: 28-27)۔ یعنی خدا اپنے غیب پر بجز برگزیدہ رسولوں کے کسی کو مطلع نہیں فرماتا۔ پس جبکہ یہ پیشگوئی اپنے معنوں کے رُو سے کامل طور پر پوری ہو چکی تو اب یہ کچّے بہانے ہیں کہ حدیث ضعیف ہے یا امام محمد باقر کا قول ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ ہرگز نہیں چاہتے کہ کوئی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہو۔ یا کوئی قرآن شریف کی پیشگوئی پوری ہو‘‘۔ (اب یہ صداقت کا جو نشان ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے پورے ہونے کا نشان ہے۔) فرمایا کہ ’’دنیا ختم ہونے تک پہنچ گئی مگر بقول ان کے اب تک آخری زمانہ کے متعلق کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور اس حدیث سے بڑھ کر اور کونسی حدیث صحیح ہوگی جس کے سر پر محدّثین کی تنقید کا بھی احسان نہیں بلکہ اس نے اپنی صحت کو آپ ظاہر کر کے دکھلا دیا کہ وہ صحت کے اعلیٰ درجہ پر ہے۔ خدا کے نشانوں کو قبول نہ کرنا یہ اَور بات ہے ورنہ یہ عظیم الشان نشان ہے جو مجھ سے پہلے ہزاروں علماء اور محدّثین اس کے وقوع کے امیدوار تھے اور منبروں پر چڑھ چڑھ کر اور رو رو کر اس کو یاد دلایا کرتے تھے۔ چنانچہ سب سے آخر مولوی لکھوکے والے اسی زمانہ میں اسی گرہن کی نسبت اپنی کتاب ’احوال الآخرت‘ میں ایک شعر لکھ گئے ہیں جس میں مہدی موعود کا وقت بتایا گیا ہے اور وہ یہ ہے (پنجابی کا شعر ہے کہ):۔

تیرھویں چند ستیھویں[1] سورج گرہن ہوسی اس سالے
اندر ماہ رمضانے لِکھیا ہک روایت والے

اور پھر دوسرے بزرگ جن کا شعر صدہا سال سے مشہور چلا آتا ہے یہ لکھتے ہیں:۔

در سنِ 1311 غاشی ہجری دو قِراں خواہد بود
از پئے مہدی و دجّال نشاں خواہد بود

یعنی (1311ھ) چودھویں صدی میں جب چاند اور سورج کا ایک ہی مہینہ میں گرہن ہوگا تب وہ مہدی معہود اور دجال کے ظہور کا ایک نشان ہوگا۔ اِس شعر میں ٹھیک سن کسوف درج ہوا ہے‘‘۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 205-204)

پھر اللہ تعالیٰ کا آپ کے دعویٰ سے بھی پہلے آپ سے جو سلوک رہا اس بارے میں ایک واقعہ اور اللہ تعالیٰ کے الہام کے ذریعہ تسلی کا ذکر فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔ یہ بھی ایک نشان ہے کہ

’’جب مجھے یہ خبر دی گئی کہ میرے والد صاحب آفتاب غروب ہونے کے بعد فوت ہو جائیں گے تو بموجب مقتضائے بشریت کے مجھے اس خبر کے سننے سے درد پہنچا اور چونکہ ہماری معاش کے اکثر وجوہ انہیں کی زندگی سے وابستہ تھے اور وہ سرکار انگریزی کی طرف سے پنشن پاتے تھے اور نیز ایک رقم کثیر انعام کی پاتے تھے جو ان کی حیات سے مشروط تھی۔ اس لئے یہ خیال گذرا کہ ان کی وفات کے بعد کیا ہوگا اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ شاید تنگی اور تکلیف کے دن ہم پر آئیں گے اور یہ سارا خیال بجلی کی چمک کی طرح ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں دل میں گذر گیا تب اسی وقت غنودگی ہو کر یہ دوسرا الہام ہوا۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ۔ یعنی کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس الہام الٰہی کے ساتھ ایسا دل قوی ہو گیا کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مرہم سے ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے۔ درحقیقت یہ امر بارہا آزمایا گیا ہے کہ وحی الٰہی

[1] اس جگہ حاشیہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ:
’’شعر میں ستائیسویں کا لفظ سہوِ کاتب ہے یا خود مولوی صاحب سے بباعث بشریّت سہو ہو گیا ورنہ جس حدیث کا یہ شعر ترجمہ ہے اُس میں بجائے ستائیس کے اٹھائیسویں تاریخ ہے۔ منہ‘‘

میں دلی تسلّی دینے کے لئے ایک ذاتی خاصیت ہے اور جڑھ اس خاصیت کی وہ یقین ہے جو وحی الٰہی پر ہو جاتا ہے۔افسوس ان لوگوں کے کیسے الہام ہیں کہ باوجود دعویٰ الہام کے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے الہام ظنّی امور ہیں نہ معلوم یہ شیطانی ہیں یا رحمانی ایسے الہاموں کا ضرر ان کے نفع سے زیادہ ہے۔مگر مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں ان الہامات پر اُسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔اور جس طرح مَیں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اُسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں کیونکہ اس کے ساتھ الٰہی چمک اور نور دیکھتا ہوں اور اس کے ساتھ خدا کی قدرتوں کے نمونے پاتا ہوں۔غرض جب مجھ کو یہ الہام ہوا کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ تو مَیں نے اسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے ضائع نہیں کرے گا۔تب مَیں نے ایک ہندو کھتری ملاوامل نام کو جو ساکن قادیان ہے اور ابھی تک زندہ ہے وہ الہام لکھ کر دیا اور سارا قصہ اس کو سنایا اور اس کو امرتسر بھیجا کہ تا حکیم مولوی محمد شریف کلانوری کی معرفت اس کو کسی نگینہ میں کھدوا کر اور مُہر بنوا کر لے آوے اور مَیں نے اس ہندو کو اس کام کے لئے محض اس غرض سے اختیار کیا کہ تا وہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا گواہ ہو جائے اور تا مولوی محمد شریف بھی گواہ ہو جاوے۔چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے ذریعہ سے وہ انگشتری بصرف مبلغ پانچ روپیہ طیار ہو کر میرے پاس پہنچ گئی جو اب تک میرے پاس موجود ہے......یہ اُس زمانہ میں الہام ہوا تھا جبکہ ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور مَیں ایک گمنام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویہٴ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔پھر بعد اس کے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے مالی مدد کی کہ جس کا شکریہ بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں۔مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار بھی آئیں گے مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے اس نے ایسی میری دستگیری کی کہ مَیں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آ چکا ہے اور شائد اس سے زیادہ ہو اور اس آمدنی کو اس سے خیال کر لینا چاہئے کہ سالہا سال سے صرف لنگر خانہ کا ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار تک خرچ ہو جاتا ہے یعنی اوسط کے حساب سے اور دوسری شاخیں مصارف کی یعنی مدرسہ وغیرہ اور کتابوں کی چھپوائی اس سے الگ ہے۔پس دیکھنا چاہئے کہ یہ پیشگوئی یعنی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کس صفائی اور قوت اور شان سے پوری ہوئی۔کیا یہ کسی مفتری کا کام ہے یا شیطانی وساوس ہیں؟ ہرگز نہیں۔بلکہ یہ اس خدا کا کام ہے جس کے ہاتھ میں عزت اور ذلت اور ادبار اور اقبال ہے۔اگر میرے اس بیان کا اعتبار نہ ہو تو بیس برس کی ڈاک کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھو تا معلوم ہو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اس تمام مدت میں کھولا گیا''۔

(حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد22 صفحہ 219 تا 221)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ جو لنگر ہے اب ساری دنیا میں جاری ہے اور یہاں بھی یہ جاری ہے۔خلافت کی وجہ سے یہاں مستقل بنیادوں پر قائم ہے۔یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کاموں کی ایک اہم شاخ ہے۔اس لئے یہاں لنگر کے جو ذمہ دار ہیں، ضیافت کے جو ذمہ دار ہیں ان کا کام ہے کہ ہر آنے والے کی ضیافت کی طرف بھی خاص طور پر توجہ دیا کریں۔بیشک اسراف جائز نہیں۔منصوبہ بندی صحیح ہونی چاہئے۔لیکن کہیں کنجوسی کا اظہار نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ لنگر آپ کا نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لنگر ہے جو جاری ہے۔اس لئے بعض دفعہ ضیافت کی جو ٹیم ہے ان کے بارے میں یا جو عہدیدار ہیں ان کے بارے میں شکایات آ جاتی ہیں، تو ان کو دنیا میں ہر جگہ اور خاص طور پر یہاں اس طرف توجہ دینی چاہئے۔اسی طرح ربوہ میں بھی اور قادیان میں بھی۔

پھر جماعت کی ترقی کے متعلق اپنے ایک الہام کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''براہین احمدیہ میں اس جماعت کی ترقی کی نسبت یہ پیشگوئی ہے کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ۔یعنی پہلے ایک بیج ہوگا کہ جو اپنا سبزہ نکالے گا۔پھر موٹا ہوگا۔پھر اپنی ساقوں پر قائم ہوگا۔یہ ایک بڑی پیشگوئی تھی جو اس جماعت کے پیدا ہونے سے پہلے اور اس کے نشو ونما کے بارہ میں آج سے پچیس برس پہلے کی گئی تھی۔ایسے وقت میں کہ نہ اُس وقت جماعت تھی اور نہ کسی کو مجھ سے تعلق بیعت تھا بلکہ کوئی اُن میں سے میرے نام سے بھی واقف نہ تھا۔پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے یہ جماعت پیدا کر دی جو اب تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہے''۔(جس زمانے میں یہ ذکر ہے اس وقت کی (تعداد) بیان فرما رہے ہیں کہ)''مَیں ایک چھوٹے سے بیج کی طرح تھا جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے بویا گیا۔پھر مَیں ایک مدت تک مخفی رہا۔پھر میرا ظہور ہوا اور بہت سی شاخوں نے میرے ساتھ تعلق پکڑا۔سو یہ پیشگوئی محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پوری ہوئی''۔(حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد22 صفحہ 241)

اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت دنیا کے 204 ممالک میں قائم ہے اور کروڑوں کی تعداد میں اللہ کے فضل سے ہے۔اور دنیا کے ہر کونے میں ایم ٹی اے کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام بھی پہنچ رہا ہے۔

پھر آپ ایک جگہ ایک نشان کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ:

''براہین احمدیہ میں ایک یہ بھی پیشگوئی ہے یَعْصِمُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ وَلَوْ لَمْ یَعْصِمْکَ النَّاسُ۔یعنی خدا تجھے تمام آفات سے بچائے گا اگرچہ لوگ نہیں چاہیں گے کہ تُو آفات سے بچ جائے۔یہ اس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ مَیں ایک زاویہٴ گمنامی میں پوشیدہ تھا اور کوئی مجھ سے نہ تعلق بیعت رکھتا تھا نہ عداوت''۔(بچائے جانے کا سوال تب ہو سکتا ہے جب کوئی دشمنی ہو۔کسی کو جانتا ہی کوئی نہیں تھا تو دشمنی کیسی۔)فرمایا کہ''بعد اس کے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ مَیں نے کیا تو سب مولوی اور ان کے ہم جنس آگ کی طرح ہو گئے۔ان دنوں میں میرے پر ایک پادری ڈاکٹر مارٹن کلارک نام نے خون کا مقدمہ کیا۔اس مقدمہ میں مجھے یہ تجربہ ہو گیا کہ پنجاب کے مولوی میرے خون کے پیاسے ہیں اور مجھے ایک عیسائی سے بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے اور گالیاں نکالتا ہے بدتر سمجھتے ہیں۔کیونکہ بعض مولویوں نے اس مقدمہ میں میرے مخالف عدالت میں حاضر ہو کر اس پادری کے گواہ بن کر گواہیاں دیں اور بعض اس دعا میں لگے رہے کہ پادری لوگ فتح پاویں۔میں نے معتبر ذریعہ سے سنا ہے کہ وہ مسجدوں میں رو رو کر دعائیں کرتے تھے کہ اے خدا! اس پادری کی مدد کر، اس کو فتح دے۔مگر خدائے علیم نے ان کی ایک نہ سنی۔نہ گواہی دینے والے اپنی گواہی میں کامیاب ہوئے اور نہ دعا کرنے والوں کی دعائیں قبول ہوئیں۔یہ علماء ہیں دین کے حامی اور یہ قوم ہے جس کے لئے لوگ قوم قوم پکارتے ہیں۔ان لوگوں نے میرے پھانسی دلانے کے لئے اپنے تمام منصوبوں سے زور لگایا اور ایک دشمنِ خدا اور رسول کی مدد کی۔اور اس جگہ طبعاً دلوں میں گذرتا ہے کہ جب یہ قوم کے تمام مولوی اور ان کے پیرو میرے جانی دشمن ہو گئے تھے تو پھر کس نے مجھے اس بھڑکتی ہوئی آگ سے بچایا۔حالانکہ آٹھ تو گواہ میرے مجرم بنانے کے لئے گذر چکے تھے۔اس کا جواب یہ ہے کہ اُسی نے بچایا جس نے پچیس برس پہلے یہ وعدہ دیا تھا کہ تیری قوم تو تجھے نہیں بچائے گی اور کوشش کرے گی کہ تُو ہلاک ہو جائے مگر میں تجھے بچاؤں گا۔جیسا کہ اس نے پہلے سے فرمایا تھا جو براہین احمدیہ میں آج سے پچیس برس پہلے درج ہے اور وہ یہ ہے فَبَرَّاَہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوْا وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْھًا۔یعنی خدا نے اُس الزام سے اُس کو بری کیا جو اس پر لگایا گیا تھا اور وہ خدا کے نزدیک وجیہہ ہے''۔

(حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد22 صفحہ 243-242)

دیکھیں یہ الہام آج بھی کس شان سے پورا ہوا ہے کہ جب ڈاکٹر مارٹن کلارک کا پڑپوتا ہمارے سامنے کھل کر یہ اظہار کرتا ہے کہ میرا پڑدادا غلط تھا اور مرزا غلام احمد قادیانی سچے تھے۔اور یہ ریکارڈ ہوا ہوا ہے۔جلسہ میں کھل کے کہا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر ایک اور نشان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

''مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنے رسالہ فتح رحمانی میں جو 1315ھ کو میری مخالفت میں مطبع احمدی لدھیانہ میں چھاپ کر شائع کیا گیا مباہلہ کے رنگ میں میرے پر ایک بددعا کی تھی جیسا کہ کتاب مذکور کے صفحہ 27,26 میں ان کی یہ بددعا تھی:۔

''اَللّٰھُمَّ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا مَالِکَ الْمُلْکِ جیسا کہ تُو نے ایک عالم ربانی حضرت محمد طاہر مؤلف مجمع بحار الانوار کی دعا اور سعی سے اس مہدی کاذب اور جعلی مسیح کا بیڑا غارت کیا (جو ان کے زمانہ میں پیدا ہوا تھا) ویسا ہی دعا اور التجاء اس فقیر قصوری کان اللہ لہٗ سے ہے جو سچے دل سے تیرے دین متین کی تائید میں حتی الوسع ساعی ہے''(یہ کوشش کرتا ہے)''کہ تُو مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو توبہ نصوح کی توفیق رفیق فرما۔اور اگر یہ مقدر نہیں تو اُن کو مورد اس آیت فرقانی کا بنا۔فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔وَبِالْاِجَابَۃِ جَدِیْرٌ۔آمین۔یعنی جو لوگ ظالم ہیں وہ جڑھ سے کاٹے جائیں گے اور خدا کے لئے حمد ہے۔تو ہر چیز پر قادر ہے اور دعا قبول کرنے والا ہے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

آمین۔اور پھر صفحہ 26 کتاب مذکور کے حاشیہ میں مولوی مذکور نے میری نسبت لکھا ہے تَبًّا لَهٗ وَلِاَتْبَاعِهٖ۔ یعنی وہ اور اس کے پیرو ہلاک ہو جائیں۔پس خدا تعالیٰ کے فضل سے مَیں اب تک زندہ ہوں اور میرے پیرو اُس زمانہ سے قریباً پچاس حصہ زیادہ ہیں'' (اور اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سینکڑوں ہزاروں حصے زیادہ ہو چکے ہیں۔) ''اور ظاہر ہے کہ مولوی غلام دستگیر نے میرے صدق یا کذب کا فیصلہ آیت فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا (الانعام:46) پر چھوڑا تھا جس کے اس محل پر یہ معنی ہیں کہ جو ظالم ہوگا اس کی جڑ کاٹ دی جائے گی۔اور یہ امر کسی اہل علم پر مخفی نہیں کہ آیت ممدوحہ بالا کا مفہوم عام ہے جس کا اس شخص پر اثر ہوتا ہے جو ظالم ہے۔پس ضرور تھا کہ ظالم اس کے اثر سے ہلاک کیا جاتا۔لہٰذا چونکہ غلام دستگیر خدا تعالیٰ کی نظر میں ظالم تھا اس لئے اس قدر بھی اس کو مہلت نہ ملی جو اپنی اس کتاب کی اشاعت کو دیکھ لیتا۔اس سے پہلے ہی مر گیا۔ اور سب کو معلوم ہے کہ وہ اس دعا سے چند روز بعد ہی فوت ہو گیا۔

بعض نادان مولوی لکھتے ہیں کہ غلام دستگیر نے مباہلہ نہیں کیا صرف ظالم پر بددعا کی تھی۔مگر مَیں کہتا ہوں کہ جبکہ اس نے میرے مرنے کے ساتھ خدا سے فیصلہ چاہا تھا اور مجھے ظالم قرار دیا تھا تو پھر وہ بددعا اُس پر کیوں پڑ گئی اور خدا نے ایسے نازک وقت میں جبکہ لوگ خدائی فیصلہ کے منتظر تھے غلام دستگیر کو ہی کیوں ہلاک کر دیا۔اور جبکہ وہ اپنی دعا میں میرا ہلاک ہونا چاہتا تھا تا دنیا پر یہ بات ثابت کر دے کہ جیسا کہ محمد طاہر کی بددعا سے جھوٹا مہدی اور جھوٹا مسیح ہلاک ہو گیا تھا میری بددعا سے یہ شخص ہلاک ہو گیا تو اس دعا کا الٹا اثر کیوں ہوا۔یہ تو سچ ہے کہ محمد طاہر کی بددعا سے جھوٹا مہدی اور جھوٹا مسیح ہلاک ہو گیا تھا اور اسی محمد طاہر کی رِیس سے'' (اس کی رِیس میں جو اس نے کہا تھا) ''غلام دستگیر نے میرے پر بددعا کی تھی تو اب یہ سوچنا چاہئے کہ محمد طاہر کی بددعا کا کیا اثر ہوا اور غلام دستگیر کی دعا کا کیا اثر ہوا۔اور اگر کہو کہ غلام دستگیر اتفاقاً مر گیا تو پھر یہ بھی کہو کہ وہ جھوٹا مہدی بھی اتفاقاً مر گیا تھا محمد طاہر کی کوئی کرامت نہ تھی۔لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِیْنَ۔

اِس وقت قریباً گیارہ سال غلام دستگیر کے مرنے پر گذر گئے ہیں۔جو ظالم تھا خدا نے اس کو ہلاک کیا اور اس کا گھر ویران کر دیا۔اب انصافاً کہو کہ کس کی جڑھ کاٹی گئی اور کس پر یہ دعا پڑی۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَتَرَبَّصُ بِکُمُ الدَّوَائِرَ عَلَیْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ (التوبة:98)۔یعنی اے نبی! تیرے پر یہ بدنہاد دشمن طرح طرح کی گردشیں چاہتے ہیں۔انہیں پر گردشیں پڑیں گی۔پس اس آیت کریمہ کی رُو سے یہ سنت اللہ ہے کہ جو شخص صادق پر کوئی بددعا کرتا ہے وہی بددعا اس پر پڑتی ہے۔یہ سنت اللہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے ظاہر ہے۔پس اب بتلاؤ کہ غلام دستگیر اس بددعا کے بعد مر گیا ہے یا نہیں۔لہٰذا بتلاؤ کہ اس میں کیا بھید ہے کہ محمد طاہر کی بددعا سے تو ایک جھوٹا مسیح مر گیا اور میرے پر بددعا کرنے والا خود مر گیا۔خدا نے میری عمر تو بڑھا دی کہ گیارہ سال سے میں اب تک زندہ ہوں اور غلام دستگیر کو ایک مہینہ کی بھی مہلت نہ دی''۔

(حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد22 صفحہ 345-343)

پھر فصاحت و بلاغت کے نشان کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ تجھے عربی زبان میں فصاحت و بلاغت عطا کی جائے گی جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔چنانچہ اب تک کوئی مقابلہ نہ کر سکا۔'' (حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد22 صفحہ 235)

''اس بارہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا تھا۔کَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَبٍّ کَرِیْمٍ۔ اور جو مَیں نے اب تک عربی میں کتابیں بنائی ہیں جن میں سے بعض نثر میں ہیں اور بعض نظم میں۔جس کی نظیر علماء مخالف پیش نہیں کر سکے ان کی تفصیل یہ ہے:۔رسالہ ملحقہ انجام آتھم صفحہ 73 سے صفحہ 282 تک (عربی میں ہے)۔التبلیغ ملحقہ آئینہ کمالات اسلام۔کرامات الصادقین۔حمامۃ البشریٰ۔سیرت الابدال۔ نور الحق حصہ اول۔نور الحق حصہ دوم۔تحفہ بغداد۔اعجاز المسیح۔اتمام الحجۃ۔حجۃ اللہ۔سر الخلافۃ۔مواھب الرحمٰن۔اعجاز احمدی۔خطبہ الہامیہ۔الہدیٰ۔علامات المقربین ملحقہ تذکرۃ الشہادتین۔اور وہ کتابیں جو عربی میں تالیف ہو چکی ہیں مگر ابھی شائع نہیں ہوئیں یہ ہیں۔ترغیب المؤمنین۔لجۃ النور۔نجم الہدیٰ۔''

(حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد22 صفحہ 235۔حاشیہ)

یہ اس وقت کی باتیں ہیں جب آپ نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے اور پھر اس کے بعد یہ کتابیں بھی لکھیں۔اور ان کتابوں کی فصاحت و بلاغت کا اعتراف تو آج بھی، اس زمانے میں بھی عرب بھی کرتے ہیں جیسا کہ مَیں گزشتہ چند خطبہ پہلے بعض حوالوں سے اس کا ذکر بھی کر چکا ہوں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''ایک دفعہ ایک ہندو صاحب قادیان میں میرے پاس آئے جن کا نام یاد نہیں رہا۔اور کہا کہ مَیں ایک مذہبی جلسہ کرنا چاہتا ہوں آپ بھی اپنے مذہب کی خوبیوں کے متعلق کچھ مضمون لکھیں تا اس جلسہ میں پڑھا جائے۔مَیں نے عذر کیا پر اس نے بہت اصرار سے کہا کہ آپ ضرور لکھیں۔چونکہ مَیں جانتا ہوں کہ مَیں اپنی ذاتی طاقت سے کچھ بھی نہیں کر سکتا بلکہ مجھ میں کوئی طاقت نہیں۔مَیں بغیر خدا کے بلائے بول نہیں سکتا اور بغیر اس کے دکھانے کے کچھ دیکھ نہیں سکتا اس لئے مَیں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ مجھے ایسے مضمون کا القا کرے جو اس مجمع کی تمام تقریروں پر غالب رہے۔مَیں نے دعا کے بعد دیکھا کہ ایک قوّت میرے اندر پھونک دی گئی ہے۔مَیں نے اس آسمانی قوّت کی ایک حرکت اپنے اندر محسوس کی اور میرے دوست جو اس وقت حاضر تھے جانتے ہیں کہ مَیں نے اس مضمون کا کوئی مسودہ نہیں لکھا۔جو کچھ لکھا صرف قلم برداشتہ لکھا تھا اور ایسی تیزی اور جلدی سے مَیں لکھتا جاتا تھا کہ نقل کرنے والے کے لئے مشکل ہو گیا کہ اس قدر جلدی اس کی نقل لکھے۔جب مَیں مضمون ختم کر چکا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ مضمون بالا رہا۔خلاصہ کلام یہ کہ جب وہ مضمون اس مجمع میں پڑھا گیا تو اس کے پڑھنے کے وقت سامعین کے لئے ایک عالم وجد تھا۔اور ہر ایک طرف سے تحسین کی آواز تھی۔یہاں تک کہ ایک ہندو صاحب جو صدر نشین اس مجمع کے تھے ان کے مُنہ سے بھی بے اختیار نکل گیا کہ یہ مضمون تمام مضامین سے بالا رہا۔اور سول اینڈ ملٹری گزٹ جو لاہور سے انگریزی میں ایک اخبار نکلتا ہے اس نے بھی شہادت کے طور پر شائع کیا کہ یہ مضمون بالا رہا۔اور شائد بیس کے قریب ایسے اردو اخبار بھی ہوں گے جنہوں نے یہی شہادت دی اور اس مجمع میں بجز بعض متعصب لوگوں کے تمام زبانوں پر یہی تھا کہ یہی مضمون فتحیاب ہوا اور آج تک صدہا آدمی ایسے موجود ہیں جو یہی گواہی دے رہے ہیں۔غرض ہر ایک فرقہ کی شہادت اور نیز انگریزی اخباروں کی شہادت سے میری پیشگوئی پوری ہو گئی کہ مضمون بالا رہا۔یہ مقابلہ اس مقابلہ کی مانند تھا جو موسیٰ نبی کو ساحروں کے ساتھ کرنا پڑا تھا۔کیونکہ اس مجمع میں مختلف خیالات کے آدمیوں نے اپنے اپنے مذہب کے متعلق تقریریں سنائی تھیں جن میں سے بعض عیسائی تھے اور بعض سناتن دھرم کے ہندو اور بعض آریہ سماج کے ہندو اور بعض برہمو اور بعض سکھ اور بعض ہمارے مخالف مسلمان تھے اور سب نے اپنی اپنی لاٹھیوں کے خیالی سانپ بنائے تھے لیکن جبکہ خدا نے میرے ہاتھ سے اسلامی راستی کا عصا ایک پاک اور پُر معارف تقریر کے پیرایہ میں ان کے مقابل پر چھوڑا تو وہ اژدہا بن کر سب کو نگل گیا اور آج تک قوم میں میری اس تقریر کا تعریف کے ساتھ چرچا ہے جو میرے منہ سے نکلی تھی۔فالحمد للہ علی ذالک۔'' (حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد22 صفحہ 292-291)

اور صرف اس زمانے میں نہیں بلکہ آج بھی پڑھنے والے یہ اعتراف کرتے ہیں۔اس لئے مَیں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ اس کتاب کی بھی تشہیر ہونی چاہئے اور لٹریچر میں دینی چاہئے۔کئی غیر مجھے خط لکھتے ہیں کہ یہ کتاب پڑھنے سے اسلام کی خوبصورتی کا ہمیں پتہ لگا۔کئی نئے بیعت کرنے والوں سے جب میں پوچھتا ہوں، کس چیز نے متاثر کیا تو کئی لوگوں کے یہ جواب ہوتے ہیں کہ اسلامی اصول کی فلاسفی جو ہے اس کتاب نے ہمیں متاثر کیا اور ہمیں اسلام کی طرف رغبت اور توجہ پیدا ہوئی اور جماعت کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

''ان پیشگوئیوں کو کہ مَیں تجھے نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق نہ کر لوں، اس زمانہ میں ظاہر کر دیا۔چنانچہ تم دیکھتے ہو کہ باوجود تمہاری سخت مخالفت اور مخالفانہ دعاؤں کے اُس نے مجھے نہیں چھوڑا۔اور ہر میدان میں وہ میرا حامی رہا۔ہر ایک پتھر جو میرے پر چلایا گیا اُس نے اپنے ہاتھوں پر لیا۔ہر ایک تیر جو مجھے مارا گیا اُس نے وہی تیر دشمنوں کی طرف لوٹا دیا۔مَیں بے کس تھا اس نے مجھے پناہ دی۔مَیں اکیلا تھا اُس نے مجھے اپنے دامن میں لے لیا۔مَیں کچھ بھی چیز نہ تھا مجھے اس نے عزت کے ساتھ شہرت دی اور لاکھوں انسانوں کو میرا ارادت مند کر دیا۔پھر وہ اُس مقدس وحی میں فرماتا ہے کہ جب میری مدد تمہیں پہنچے گی اور میرے منہ کی باتیں پوری ہو جائیں گی یعنی خلق اللہ کا رجوع ہو جائے گا اور مالی نصرتیں ظہور میں آئیں گی تب منکروں کو کہا جائے گا کہ دیکھو کیا وہ باتیں پوری نہیں ہو گئیں جن کے بارے میں تم جلدی کرتے تھے۔چنانچہ آج وہ سب باتیں پوری ہو گئیں۔اس بات کے بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ خدا

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت
برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

نے اپنے عہد کو یاد کر کے لاکھوں انسانوں کو میری طرف رجوع دے دیا اور وہ مالی نصرتیں کیں جو کسی کے خواب وخیال میں نہ تھیں۔ پس اے مخالفو! خدا تم پر رحم کرے اور تمہاری آنکھیں کھولے۔ ذرا سوچو کہ کیا یہ انسانی مکر ہو سکتے ہیں۔ یہ وعدے تو براہین احمدیہ کی تصنیف کے زمانے میں کئے گئے تھے جبکہ قوم کے سامنے ان کا ذکر کرنا بھی ہنسی کے لائق تھا اور میری حیثیت کا اس قدر بھی وزن نہ تھا جیسا کہ رائی کے دانے کا وزن ہوتا ہے۔ تم میں سے کون ہے کہ جو مجھے اس بیان میں ملزم کر سکتا ہے۔ تم میں سے کون ہے کہ یہ ثابت کر سکتا ہے کہ اس وقت بھی اِن ہزار ہا لوگوں میں سے کوئی میری طرف رجوع رکھتا تھا۔ مَیں تو براہین احمدیہ کے چھپنے کے وقت ایسا گمنام شخص تھا کہ امرتسر میں ایک پادری کے مطبع میں جس کا نام رجب علی تھا میری کتاب براہین احمدیہ چھپتی تھی اور مَیں اُس کے پروف دیکھنے کے لئے اور کتاب کے چھپوانے کیلئے اکیلا امرتسر جاتا اور اکیلا واپس آتا تھا اور کوئی مجھے آتے جاتے نہ پوچھتا کہ تُو کون ہے اور نہ مجھ سے کسی کو تعارف تھا اور نہ میں کوئی حیثیت قابلِ تعظیم رکھتا تھا۔ میری اس حالت کے قادیان کے آریہ بھی گواہ ہیں جن میں سے ایک شخص شرمپت نام اب تک قادیان میں موجود ہے جو بعض دفعہ میرے ساتھ امرتسر میں پادری رجب علی کے پاس مطبع میں گیا تھا جس کے مطبع میں میری کتاب براہین احمدیہ چھپتی تھی اور تمام یہ پیشگوئیاں اس کا کاتب لکھتا تھا۔ اور وہ پادری خود حیرانی سے پیشگوئیوں کو پڑھ کر باتیں کرتا تھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک ایسے معمولی انسان کی طرف ایک دنیا کا رجوع ہو جائیگا پر چونکہ وہ باتیں خدا کی طرف سے تھیں میری نہیں تھیں اس لئے وہ اپنے وقت میں پوری ہو گئیں اور پوری ہو رہی رہیں۔ ایک وقت میں انسانی آنکھ نے اُن سے تعجب کیا۔ اور دوسرے وقت میں دیکھ بھی لیا''۔ (براہین احمدیہ حصّہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 80-79)

اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تو بڑی شان سے پوری ہو رہی ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دنیا میں ہر جگہ یہ پیغام پہنچ رہا ہے۔ اسی طرح پہلے تو امرتسر پریس میں جاتے تھے۔ آج قادیان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام تر جدید سہولیات کے ساتھ پریس جاری ہے اور وہاں کتابیں چھپ رہی ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''خدا نے میری سچائی کی گواہی کے لئے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کئے اور آسمان پر کسوف خسوف رمضان میں ہوا۔ اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 168)

بہرحال یہ چند نشانات مَیں نے ان میں سے پیش کئے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے یہ لاکھوں میں ہیں۔ یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے نشان ہیں اور صرف یہ نشان اس وقت میں بند نہیں ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ اور ہزاروں لوگ یہ نشانات دیکھ کر سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں۔ بیعتیں کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کی بیعت میں آتے ہیں۔ ہاں بعض جگہوں پر احمدیوں کو تکالیف کا ضرور سامنا ہے، مشکلات کا سامنا ہے۔ وقت آئے گا کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی دُور ہو جائیں گی اور ہمارے ایمان و ایقان اور معرفت میں یقیناً ان کو دیکھتے ہوئے اضافہ ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''برائے خدا ناظرین اِس مقام میں کچھ غور کریں تا خدا ان کو جزائے خیر دے ورنہ خدا تعالیٰ اپنی تائیدات اور اپنے نشانوں کو ابھی ختم نہیں کر چکا۔ اور اُسی کی ذات کی مجھے قسم ہے کہ وہ بس نہیں کرے گا جب تک میری سچائی دنیا پر ظاہر نہ کر دے۔ پس اے تمام لوگو! جو میری آواز سنتے ہو خدا کا خوف کرو اور حد سے مت بڑھو۔ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو خدا مجھے ہلاک کر دیتا اور اس تمام کاروبار کا نام ونشان نہ رہتا۔ مگر تم نے دیکھا کہ کیسی خدا تعالیٰ کی نصرت میرے شامل حال ہو رہی ہے اور اس قدر نشان نازل ہوئے جو شمار سے خارج ہیں۔ دیکھو کس قدر دشمن ہیں جو میرے ساتھ مباہلہ کر کے ہلاک ہو گئے۔ اے بندگان خدا! کچھ تو سوچو، کیا خدا تعالیٰ جھوٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے؟'' (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 554)

جیسا کہ میں نے بتایا کہ آج 125 سال ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سلسلہ ترقی کرتا چلا جا رہا ہے۔ پس کیا یہ لوگ عقل استعمال نہیں کریں گے؟ مخالفین اپنی مخالفتوں سے باز نہیں آئیں گے؟ اللہ تعالیٰ سے دعا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور یہ زمانے کے امام اور مسیح موعود کو پہچاننے والے ہوں۔ ورنہ جب اللہ تعالیٰ کی پکڑ آتی ہے تو پھر یہ تمام مخالفین جو ہیں، چاہے جتنی طاقت رکھنے والے ہوں، خس و خاشاک کی طرح اڑ جاتے ہیں۔ ایک سوکھی ہوئی لکڑی کی طرح بھسم ہو جاتے ہیں۔ اللہ کرے کہ ان کو عقل آئے اور یہ پہچاننے والے بنیں۔

اس کے علاوہ مَیں پھر آج دعا کے لئے کہنا چاہتا ہوں۔ شام کے احمدیوں کے لئے بھی دعا کی خاص ضرورت ہے۔ پاکستان کے احمدیوں کے لئے بھی خاص ضرورت ہے۔ اسی طرح بعض تکلیفیں اور مشکلات مصر کے احمدیوں کو بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی مشکلات دور فرمائے اور اس بارے میں بھی ہم خاص نشان دیکھنے والے ہوں تا کہ یہ آزادی سے اپنے مذہب کا اظہار بھی کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والے بھی ہوں۔ جہاں ہم پر یہ پابندیاں ہیں کہ ہم عبادتیں نہیں کر سکتے، نمازیں ادا نہیں کر سکتے، وہاں ہر جگہ یہ پابندیاں بھی اللہ تعالیٰ دُور فرمائے۔

آج مَیں نمازوں کے بعد ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرمہ محترمہ لطیفہ الیاس صاحبہ۔ بالٹی مور۔ یو ایس اے (USA) کا ہے جو 9/مارچ کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

محترمہ لطیفہ الیاس صاحبہ افریقن امریکن خاتون تھیں جنہیں اسلام احمدیت قبول کئے تقریباً پچاس سال سے زائد عرصہ گزر چکا تھا۔ وفات کے وقت ان کی عمر 76 سال تھی۔ نہایت سادہ مخلص اور متقی احمدی تھیں۔ خلافت سے بھی انہیں بے پناہ عشق تھا۔ مسجد کی جیسے وہ جان تھیں۔ ان کے پسماندگان میں ایک بیٹا جمال الیاس ہے جو مخلص احمدی ہے۔ ان کے صدر جماعت لکھتے ہیں کہ محدود وسائل ہونے کے باوجود سسٹر لطیفہ اپنے گھر سے صفائی کا سامان لاتیں اور گھنٹوں مسجد کی صفائی میں مصروف رہتیں اور اکثر ایسے اوقات میں صفائی کرتیں جب انہیں خیال ہوتا کہ مسجد میں ان کو کوئی دیکھ نہ لے تا کہ کسی قسم کی ریا کاری نہ ہو۔ مسجد صاف کرتے وقت بھی، ویسے بھی ہر وقت تسبیح وتحمید کرتی رہتی تھیں۔ رمضان المبارک میں بھی افطار سے دو گھنٹے پہلے مسجد آ جاتیں۔ کچن کی صفائی کرتیں اور کبھی انہوں نے شکایت نہیں کی کہ لوگ کیوں گند ڈال جاتے ہیں۔ ہمیشہ یہ کہا کرتی تھیں کہ خدمت دین کو اِک فضل الٰہی جانو۔ عملاً اس کی تصویر تھیں۔ ستّر سال کی عمر میں بھی عموماً پیدل چل کر مسجد آتی رہیں۔ اگر کوئی احمدی سڑک سے گزرتے ہوئے احترام کی وجہ سے گاڑی میں چھوڑنے کی پیشکش کرتا تو کہتیں کہ نہیں، مسجد کی طرف اٹھنے والا ہر قدم حدیث کے مطابق ثواب کا باعث ہے اس لئے مجھے پیدل جانے دو۔ ڈیوٹیاں دیا کرتی تھیں۔ سکیورٹی کی ڈیوٹیاں بھی دیا کرتی تھیں۔ بہت سالوں تک مقامی لجنہ میں سیکرٹری مال اور سیکرٹری خدمت خلق کے فرائض احسن رنگ میں انجام دیتی رہیں۔ کبھی کسی سے ذاتی عناد نہیں رکھا۔ بچوں سے انتہائی شفقت سے پیش آتیں۔ خطبہ سننے کی طرف ان کا خاص رجحان تھا۔ ایم ٹی اے پر خطبہ سنتیں اور اس کی تحریک کیا کرتی تھیں اور جمعہ پر جانا تو خیر ان کو فرض تھا ہی۔ بیٹا جمال الیاس جمعہ کی نماز پر کچھ ہفتے نہ آ سکا تو اس سے پوچھا کہ کیوں نہیں گئے۔ اس نے بتایا کہ نئی جاب کی وجہ سے فی الحال چھٹی نہیں مل رہی تو اس کو خاص طور پر تنبیہ کی کہ جمعہ چھوڑنا نہیں چاہئے۔ لیکن بہرحال اس کا بیٹے پر بھی یہ اثر تھا کہ وہ کہتا ہے کہ یہاں سے ایم ٹی اے پر جو میرا خطبہ آتا تھا وہ باقاعدہ ڈرائیونگ کے دوران بھی سن لیتا تھا۔ تو ان کے بیٹے کی بھی ایسی تربیت تھی۔

ایک لکھنے والے لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا بھی خوبصورت نشان تھیں اور خلافت پر فدا ہونے والی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان لوگوں کو بھی توجہ کرنی چاہئے جو لوگ ایم ٹی اے پر خطبے کو اہمیت نہیں دیتے اور سنتے نہیں۔ اگر یہ سب ایم ٹی اے سے منسلک ہو جائیں اور جماعت کا ہر فرد اس پر توجہ دینی شروع کر دے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا تربیتی معیار بہت بلند ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی بھی سب کو توفیق دے۔ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بیٹے کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......☆......☆......

مسجد بیت النصر ناروے میں وصیت سیمینار کا انعقاد

رپورٹ: خواجہ عبدالمومن سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ ناروے

یکم دسمبر 2013ء کو مسجد بیت النصر میں شام چار بجے وصیت سیمینار کا انعقاد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور آیات کریمہ کے اردو اور نارویجن ترجمہ کے بعد اس نظم کے چند اشعار پڑھے گئے

اے دوستو پیارو عُقبیٰ کو مت بسارو
کچھ زادِ راہ لے لو کچھ کام میں گزارو

اس کے بعد اردو اور نارویجین زبانوں میں وصیت کے قواعد و ہدایات اور حضور انور کا نظام وصیت کے بارہ میں ایک اقتباس پڑھ کر سنایا گیا۔ پھر مکرم مولانا سید کمال یوسف صاحب نے نظام وصیت کے موضوع پر تقریر کی اور اس کی برکات بیان کیں۔

اس کے بعد مکرم فیصل سہیل صاحب نے نارویجن زبان میں ''نظام وصیت کیا ہے'' کے موضوع پر تقریر کی جس کے بعد مکرم چودھری شاہد محمود صاحب کاہلوں مربی سلسلہ جماعت احمدیہ ناروے نے نظام وصیت کے تقاضے کے موضوع پر مؤثر تقریر کی۔

اس کے بعد سوال و جواب کا پروگرام منعقد ہوا۔ نظام وصیت کے بارہ میں چند احباب وخواتین نے تحریری سوالات بھجوائے ہوئے تھے جن کے جواب دیئے گئے جبکہ اس پروگرام کا رواں نارویجن ترجمہ مکرم چودھری ہارون صاحب مربی سلسلہ ناروے نے کیا۔

آخر میں مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ ناروے نے اختتامی تقریر کی اور نظام وصیت کی اہمیت بیان کی اور اجتماعی دعا بھی کروائی۔

اس اجلاس میں کُل حاضری 230 تھی۔ حاضرین کی خدمت میں کھانا بھی پیش کیا گیا۔

......☆......☆......☆......

بقیہ: مذاہب عالم کانفرنس از صفحہ 2

چاہتا جو ماضی میں تم ہم پر کرتے رہے۔ اگر اس بات کی یقین دہانی کراؤ کہ امن وسکون کے ساتھ اپنی زندگیاں گزارو گے تو تمہیں مکہ میں رہنے کی کھلی آزادی ہے اور عقائد اور مذہبی اختلاف کی وجہ سے تم سے ظلم اور ناانصافی نہیں کی جائے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جب اسلام کے اَن گنت مخالفین نے اس عدیم المثال سخاوت کو دیکھا تو ان کے پاس سرِ تسلیم خَم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ صرف ایک مثال دیتا ہوں۔ عکرمہ نامی اسلام کا ایک مخالف جس نے مسلمانوں پر بے انتہا ظلم ڈھائے تھے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو دیکھ کر بے اختیار کہنے لگے کہ صرف وُہی شخص اس قدر شفقت کا اظہار کرسکتا ہے جو فی الحقیقت خدا کی طرف سے ہو اور جس کا پیار بنی نوع انسان کیلئے عدیم المثال ہو۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسوہ کو دیکھ کر دشمنانِ اسلام نے بار بار اور کھلے عام اظہار کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی شریعت بلاشک وشبہ سچی ہے اور قرآن کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو 'رحمۃ للعالمین' کا خطاب دیا ہے وہ بالکل برحق ہے۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کے ذرے ذرے سے انسانیت کیلئے محبت اور رحم چھلکتا ہے۔ انہوں نے کھلے عام اس بات کا اظہار کیا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل رحم کے اعلیٰ معیاروں کی تمثیل ہے اور خدا تعالیٰ کے کلام کی سچائی کا ثبوت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

رحم کی ان تعلیمات کے حوالہ سے ایک سوال یا اعتراض یہ بھی پیدا ہوسکتا ہے بلکہ بعض غیر مسلموں کی طرف سے اکثر یہ اعتراض اُٹھایا بھی جاتا ہے کہ اگر اسلام دوسروں سے ہمدردی اور پیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور اگر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فی الحقیقت 'رحمۃ للعالمین' تھے تو پھر مذہبی جنگیں کیوں لڑی گئیں؟ اس کا جواب جاننے کیلئے ضروری ہے کہ اسلام کی ابتدائی تاریخ سے واقفیت ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس حوالہ سے دو اہم باتیں ذہن میں رکھیں۔ اول یہ کہ تاریخ اس حقیقت پر گواہ ہے جسے انصاف پسند مستشرقین بھی مانتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کے بعد ابتدائی سالوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مکہ میں لامذہب اور بت پرستوں کی جانب سے انتہائی سفاکانہ اور بہیمانہ مظالم کا سامنا کرنا پڑا۔ بلکہ رسولِ کریم صلی اللہ کے صحابہ بشمول مرد، عورتوں اور بچوں نے اپنی زندگیاں گنوادیں۔ بعض ایسی مثالیں ملتی ہیں جہاں مسلمان عورتوں کی ایک ٹانگ کو ایک اونٹ اور دوسری ٹانگ کو دوسرے اونٹ کے ساتھ باندھ کر ان اونٹوں کو مخالف سمتوں میں بھگایا گیا جس کی وجہ سے ان کے جسموں کو ٹکرے کرکے دو علیحدہ علیحدہ حصوں میں کاٹ کر رکھ دیا۔ فی الحقیقت ان مظالم کی تو ایک لمبی فہرست ہے لیکن میں ان سب کا یہاں ذکر نہیں کر پاؤں گا۔ مگر مسلمانوں نے اس قدر بہیمانہ ظلم و بربریت سے گزرنے کے باوجود نہ تو کھلے عام اور نہ ہی پوشیدہ طور پر کسی قسم کا بدلہ لینے کی کوشش کی۔ بلکہ سالوں اس ناختم ہونے والے اور اذیت ناک مظالم سہنے کے بعد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر صحابہ کرام مکہ سے ہجرت کرکے چلے گئے۔ بعض مسلمان رہنے کیلئے مدینہ چلے گئے اور بعض دوسری جگہوں کی طرف ہجرت کر گئے۔ مدینہ میں جہاں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے گئے ایک بڑی تعداد میں لوگوں نے اسلام قبول کرلیا۔ مگر کفارِ مکہ سے یہ بات بھی برداشت نہ ہوئی کہ مسلمان آرام وسکون سے رہنے لگ گئے ہیں۔ چنانچہ ہجرت کے صرف اٹھارہ ماہ بعد ہی انہوں نے مدینہ کے مسلمانوں پر جنگی ساز وسامان سے لیس ایک ہزار فوجیوں کے لشکر کے ساتھ حملہ کردیا۔ ان کے مقابلہ پر مسلمانوں کی فوج صرف تین سو افراد پر مشتمل تھی اور سوائے چند ایک تلواروں اور کمانوں کے ان کے پاس کچھ بھی سامانِ حرب نہ تھا۔ اگر ان دونوں فوجوں کی طاقت کا باہمی موازنہ کیا جائے تو بلاشک وشبہ مسلمانوں کے پاس سب سے بہترین راستہ یہی تھا کہ وہ مقابلہ کرنے اور اپنا دفاع کرنے کی بجائے پیچھے ہٹ جاتے اور اپنی زندگیوں کو بچاتے۔ لیکن اُس وقت اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن سے لڑنے کا حکم دیا۔ اس کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ الحج کی آیات 40، 41 میں ملتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اُن لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جارہا ہے (قتال کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے۔ اور یقیناً اللہ اُنکی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ یعنی وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع اُن میں سے بعض کو بعض دوسرے سے بھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کردیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور یقیناً اللہ ضرور اُس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔''

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ان آیات سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ جب اُن لوگوں کو جنہیں نہایت سنگدلی کے ساتھ نشانہ بنایا گیا تھا جنگ کی اجازت دی گئی تو یہ اجازت صرف ان کے اپنے دفاع کیلئے نہ تھی بلکہ تمام مذاہب کی حفاظت کیلئے تھی۔ یعنی دوسری وجہ جس کیلئے جنگ کی اجازت دی گئی تھی وہ یہ تھی کہ اگر ظالموں کو زبردستی روکا نہ جاتا تو مذہب کے مخالفین نہ تو عیسائیوں کو سکون سے رہنے دیتے، نہ یہودیوں کو، نہ مسلمانوں کو اور نہ ہی کسی اور مذہب کے ماننے والوں کو۔ سچ تو یہ ہے کہ اسلام کے مخالفین تمام امن پسند لوگوں کو ختم کرنا چاہتے تھے اور ذاتی اغراض کی بناء پر دنیا کو فتنہ وفساد میں ڈالنا چاہتے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہی وہ پس منظر تھا جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فرمایا کہ وہ خوف نہ کھائیں۔ مکہ کی طاقتور فوج شکست کھا جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ چند ایک نہتے مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی تائید سے اپنے اُن مخالفین کو شکست سے دوچار کردیا جو دنیا کا امن تباہ کرنا چاہتے تھے۔ جہاں ایک طرف یہ مسلمانوں کی فتح تھی تو دوسری طرف یہ ہر اُس شخص کی بھی فتح تھی جو دنیا میں امن قائم کرنا چاہتا ہے۔ یہ ہر اُس شخص کی فتح تھی جو انسانی اقدار کو ہمیشہ قائم رکھنا چاہتا ہے اور یہ ان تمام لوگوں کی فتح تھی جو یقین رکھتے ہیں کہ مذہب دنیا میں قیامِ امن اور بھلائی کا محرک ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تاریخ سے ثابت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دوران اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلفائے راشدین کے ادوار میں جو جنگیں لڑی گئیں وہ صرف ظلم کے خاتمہ اور دنیا میں امن کے قیام کی خاطر لڑی گئیں۔ ان جنگوں کا مقصد ہرگز دوسروں پر ظلم وستم کرنا اور دوسروں کے ساتھ ناانصافی کرنا نہیں تھا۔ جب خلفائے راشدین کا دور ختم ہوا تو ان کی جگہ بادشاہت قائم ہوگئی۔ بدقسمتی سے اس بادشاہت کے دور میں اکثر جنگیں سیاسی اور دنیاوی مقاصد کی خاطر لڑی گئیں۔ لیکن یہ واضح رہے کہ ایسی جنگیں جو سلطنتوں کو وُسعت دینے اور طاقت بڑھانے کیلئے لڑی گئیں وہ کسی بھی طور پر قرآن کریم میں دی گئی اسلامی تعلیمات سے مطابقت نہ رکھتی تھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسی طرح آج کل مسلمان حکومتوں یا مخالف باغی گروہوں کی حرکتوں کے بارہ میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کسی بھی طرح یا کسی بھی رنگ میں اسلامی تعلیمات کی عکاسی کرتی ہیں۔ میں بغیر کسی تردّد کے کہہ رہا ہوں کہ آجکل بعض شدت پسند مسلمانوں کے اعمال جو وہ اسلام کے نام پر کرتے ہیں نہ صرف اسلام کا نام بلکہ مذہب کا نام بھی بدنام کررہے ہیں۔ اگر لوگ اس قسم کے مذہبی نظریات کو ماننے لگ جائیں تو پھر صاف ظاہر ہے کہ مذہب یا خدا کا نام دنیا میں قیامِ امن کیلئے مثبت کردار ادا نہیں کرسکتا۔ بلکہ ہمیں تو یہ ماننا پڑے گا کہ وہ لوگ صحیح ہیں جو کہتے ہیں کہ مذہب دنیا میں فساد پھیلانے کی وجہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تاہم جب میں آخری زمانہ کے متعلق پیشگوئیوں اور قرآن اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دی گئی رہنمائی کو دیکھتا ہوں تو میرا اپنے مذہب پر یقین بڑھ جاتا ہے۔ قرآن کریم اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک ایسا وقت آئے گا جب مسلمان اسلام کی اصل تعلیمات کو بھول جائیں گے اور قرآن کی پیروی نہیں کریں گے۔ مزید فرمایا کہ ایسے مسلمان جو اپنے آپ کو عالم اور رہنما کہتے ہوں گے وہ حقیقت میں فتنہ وفساد اور بدعنوانی کا ذریعہ ہوں گے۔ آج ہم بعینہٖ یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ جب میں ان سب باتوں کو دیکھتا ہوں تو میرے ایمان میں کمی نہیں بلکہ اضافہ ہوتا ہے۔ میں نہ تو مایوس ہوتا ہوں اور نہ ہی ناامید۔ کیونکہ قرآن کریم اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دور کی خوفناک حالت کی پیشگوئی فرمائی تھی تو اسکے ساتھ بشارت بھی دی تھی کہ حقیقی اسلام کے احیائے نو کیلئے مسلمانوں میں سے ہی ایک ایسا شخص مبعوث کیا جائے گا جو مسیح موعود اور امام مہدی (یعنی ہدایت یافتہ) ہوگا۔ وہ ہر قسم کی مذہبی جنگ کو موقوف کرنے کیلئے بھیجا جائے گا اور وہ معاشرے کی ہر سطح پر موجود ہر قسم کے ظلم وستم کو امن اور ہم آہنگی سے بدل دے گا۔ وہ ان عظیم مقاصد کے حصول کیلئے انتھک محنت کرے گا اور اپنے پیروکاروں میں اسلام کی سچی روح پھونکے گا۔ اور وہ سچی روح قرآن کریم کی اس آیت میں بیان ہوئی ہے۔

چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے:

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔''

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس یہ آیت ہمیشہ عدل و انصاف پر قائم رہنے کی ضرورت کو بیان کرتی ہے۔ عدل وانصاف کے جس معیار کا تقاضہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر آپ کو اپنے خلاف یا اپنے والدین یا پیاروں کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو آپ بغیر کسی تردّد کے دو کیونکہ انصاف ہی قیامِ امن کا ضامن ہے۔ پس یہی وہ معیار ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تعلیم دی۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اتنا عظیم معیار

شرکائے کانفرنس حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کے دوران ہمہ تن گوش ہیں

واقعی حاصل کیا جا سکتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ قرآنِ کریم اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے دور کے بارہ میں پیشگوئی فرمائی ہے جب فتنہ، فساد اور بدعنوانی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں کہ یہ پیشگوئی کس طرح مِن وعَن پوری ہوچکی ہے۔ درحقیقت یہ ایک کھلا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی صداقت واضح طور پر آشکار ہوگئی ہے۔ پس اسی طرح جہاں مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ ایمان کا احیائے نو ہوگا وہاں انصاف کا یہ اعلیٰ معیار بھی دنیا میں قائم ہوجائے گا جس کے مطابق کسی قوم کی دشمنی عدل و انصاف کے قیام میں کوئی روک ثابت نہ ہوگی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہم احمدی مسلمان خوش قسمت ہیں کہ ہم ان پیشگوئیوں پر نہ صرف یقین رکھتے ہیں بلکہ ہمارا پختہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس شخص نے آنا تھا وہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی صورت میں آچکا ہے۔ ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے احیائے نو کا جو آغاز فرمایا تھا

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کانفرنس سے خطاب فرماتے ہوئے

وہ نظامِ خلافت جو ایک روحانی نظام ہے کے ذریعہ آج بھی جاری ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اور آپ کے حق میں اَن گنت آسمانی نشانوں کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت ہوچکی ہے۔ ان نشانوں میں ایک نشان یہ بھی تھا کہ انسان کے اپنے خالق کو بھلا دینے کی وجہ سے اور دنیا میں وسیع پیمانے پر فتنہ و فساد پھیلنے کی وجہ سے زلزلوں اور دیگر قدرتی آفات میں اضافہ ہوجائے گا۔ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ گزشتہ صدی میں آنے والی قدرتی آفات کی تعداد پہلی صدیوں میں آنے والی آفات کی نسبت کہیں زیادہ ہے۔ ایک اور نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زارِ روس کے بارہ میں پیشگوئی کا تھا۔ یہ پیشگوئی کی گئی کہ زار کے ظلم و ستم کی وجہ سے اس کا تختہ اُلٹ جائے گا۔ چنانچہ تاریخ نے ثابت کردیا کہ یہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔ پھر تیسری پیشگوئی دنیا کی جنگوں کے بارہ میں تھی۔ ہم دو عالمی جنگیں تو دیکھ چکے ہیں۔ پس اگر ہم نے اپنی حالتوں کو درست نہ کیا اور اپنے خالق کو نہ پہچانا تو ہم اس قسم کی مزید جنگیں اور ان کے ہولناک نتائج دیکھیں گے۔ ان تمام پیشگوئیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نذیر تھے جو انسان کی اصلاح اور اس کو صراطِ مستقیم پر چلانے کیلئے مبعوث ہوئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پھر یہ بھی واضح ہے کہ ہندوستان کے ایک چھوٹے اور دور دراز قصبے میں رہنے والا ایک دعویدار ساری دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بغیر شہرت حاصل نہ کرپاتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر وہ اپنے بعد اتنی کامیاب جماعت چھوڑ کر نہ جاتا۔ ایک ایسی جماعت جو نظامِ خلافت سے مضبوطی کے ساتھ جڑے ہونے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو ساری دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ اور آپ علیہ السلام کا مشن یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ اور بنی نوع انسان کے درمیان ایک رشتہ قائم کیا جائے اور انصاف کے اعلیٰ معیار قائم کرتے ہوئے حقوق العباد کی ادائیگی کی جائے۔ احمدیہ مسلم جماعت کے پاس وسائل بہت محدود ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی تائید کے بغیر یہ پیغام دنیا کے کناروں تک نہ پہنچ سکتا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس ایک طرف جہاں یہ ساری باتیں ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت ہیں وہاں دوسری طرف ان باتوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت کو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت عطا کی گئی ہے۔ آج یہ جماعت احمدیہ کے لوگ ہی ہیں جو دوسروں کی مدد کیلئے عظیم مالی قربانیاں کررہے ہیں بلکہ دنیا میں امن کے قیام کی کوشش میں اپنی جانیں بھی قربان کررہے ہیں۔ بعض ممالک میں ہماری جماعت پر شدید ظلم کیا جاتا ہے اور ہم پر انتہائی سفاکانہ مظالم ڈھائے جاتے ہیں۔ لیکن ہم کسی طرح بھی ایسا ردِعمل نہیں دکھاتے یا بدلہ نہیں لیتے جس سے معاشرہ کا امن خطرہ میں پڑ جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سب صرف اس لئے ہے کہ ہم قرآن کریم کی الٰہی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں جن کی تفصیل اور اہمیت ہماری جماعت کے بانی علیہ السلام نے انتہائی کمال کے ساتھ بیان فرمائی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس میری دعا ہے کہ دنیا وقت کی ضرورت کو سمجھے۔ مجھے امید ہے اور دعا کرتا ہوں کہ ہم جو اس وقت مختلف مذاہب اور عقائد کی نمائندگی کررہے ہیں اور جو عملی طور پر ان تعلیمات کا مظاہرہ کرنے کیلئے جمع ہوئے ہیں ایک خدا کی عبادت کریں گے اور انصاف کے ساتھ اس کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کریں گے۔ یقیناً تمام مذاہب کی یہی حقیقی تعلیم ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہمیں اپنے تمام تر ذرائع اور قابلیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک بہتر معاشرہ کو فروغ دینا ہوگا۔ خدا تعالیٰ کی مخلوق کی مدد کرنی ہوگی اور ہر سطح پر پیار، محبت اور امن کو عام کرنا ہوگا۔ آج دنیا کی اہم ترین اور فوری ضرورت یہی ہے کہ امن کا قیام کیا جائے اور خدا کو مانا جائے۔ اگر دنیا نے اس حقیقت کو سمجھ لیا تو پھر تمام چھوٹے بڑے ممالک دفاع کے نام پر اپنی جنگی صلاحتیوں کو بڑھانے کیلئے لاکھوں کروڑوں ڈالرز نہ خرچ کریں گے بلکہ وہ یہ پیسہ بھوکے کو کھانا کھلانے، تعلیم عام مہیا کرنے اور ترقی پذیر ممالک میں معیارِ زندگی کو بہتر بنانے کیلئے خرچ کریں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اگر ہم موجودہ دور کا منصفانہ جائزہ لیں تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ ترقی یافتہ ممالک کی معاشیات بھی تذبذب اور غیر یقینی صورتحال کا شکار ہیں۔ عام لوگوں کی قوتِ خرید بہت کم رہ گئی ہے۔ حتیٰ کہ یہاں مغربی ممالک یا ترقی یافتہ ممالک میں بھی ٹیلیویژن پر انٹرویوز نشر کئے جارہے ہیں جس میں کہا جارہا ہے کہ ماضی میں فیملیاں بڑی باقاعدگی کے ساتھ باہر جاکر کھانا کھاتی تھیں لیکن اب باہر جاکر کھانا تو دور کی بات، لوگ بعض اوقات اپنے گھروں میں بھی بھوکے رہنے پر مجبور ہیں۔ ان کیلئے اب پہلے کی طرح کھانا پینا اور آرام دہ زندگی بسر کرنا ممکن نہیں رہا اور یہ سب اسی لئے کہ ممالک اپنے رفاہِ عامہ کے بجٹ پر دفاعی اور جنگی بجٹ کو زیادہ اہمیت دے رہے ہیں۔ اپنے ہی گھر میں موجود مسائل اور اپنی قوم کے لوگوں کے مسائل حل کرنے پر توجہ دینے کی نسبت ہزاروں میل دور ممالک میں افواج بھجوانے کی طرف رغبت زیادہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

چنانچہ یہ سارا فساد مذہب نہیں پھیلا رہا بلکہ یہ تو سیاسی چالوں اور سیاسی مقاصد کے نتیجہ میں پھیل رہا ہے اور اس وجہ سے ہے کہ مختلف قومیں ایک دوسرے پر اپنی برتری ظاہر کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ پس یہ وقت کا اہم تقاضا ہے کہ تمام لوگ اور تمام قومیں اس طرف توجہ کریں ورنہ دنیا ایک ناقابل تصوّر نقصان کے دہانہ پر کھڑی ہے۔ جو تباہی آج ہم دیکھ رہے ہیں اس میں سے کچھ تو ہماری اپنی پیدا کردہ ہے اور کچھ قدرتی آفات کے ہولناک نتائج کی وجہ سے ہے۔ پس اپنے آپ کو بچانے اور بنی نوع انسان کی حفاظت کی خاطر ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے اور اُس زندہ خدا کے ساتھ تعلق جوڑنے کی ضرورت ہے جس نے نہ تو موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کو فراموش کیا اور نہ عیسیٰ علیہ السلام اور اس کے حواریوں کو فراموش کیا۔ اور نہ حقیقی مسلمانوں کو اللہ کی رحمتیں حاصل کرنے سے محروم رکھا گیا اور نہ قبولیتِ دعا کے مشاہدے سے محروم رکھا گیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ ماضی کے قصے کہانیاں نہیں ہیں بلکہ خدا کی ہستی تو ہمیشہ رہنے والی ہے اور آج بھی زندہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے اور انہیں اپنے سچے نشانات دکھلاتا ہے۔ پس ہماری ذمہ داری ہے کہ اس دور کے امام کی باتوں کی طرف توجہ کریں اور حقیقی رنگ میں اپنے خدا کو پہنچاننے والے بنیں۔ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ نشانات دکھلائے اور آج بھی دکھا رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آخر پر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اپنی غلطیوں کا الزام اللہ اور اپنے مذاہب پر ڈالنے کی بجائے ہمیں آئینہ دیکھنا چاہئے اور اپنی خامیوں کی تشخیص کرنی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ان الفاظ کے ساتھ میں تمام مہمانوں کا ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جو وقت نکال کر اس تقریب میں شامل ہوئے اور میری باتوں کو سنا۔ آپ سب کا شکریہ۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب قریباً چالیس منٹ تک جاری رہا۔ اس بصیرت افروز خطاب کے دوران حاضرین تو گویا ایسے مگن تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ عالمی نوعیت کے مذہبی، سیاسی اور سماجی لیڈرز کی اس محفل میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انتہائی جامع، بھرپور اور بصیرت افروز خطاب جو اسلام میں بیان فرمودہ زندہ خدا کے تصور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت اور جماعتِ احمدیہ کے تعارف پر مشتمل تھا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خواہش کے مطابق ایک 'روحانی یادگار' کی صورت میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اور دنیا بھر میں جہاں بھی سنا یا پڑھا جائے گا اپنے نیک اثرات پھیلاتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

اس خطاب کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس تقریب میں شامل مقررین کو تحائف عطا فرمائے۔ مزید برآں 'سٹی آف لنڈن' کی انتظامیہ کو ان کے نمائندہ برائے گِلڈ ہال Deputy Edwin Kenneth Ayers MBE کے ذریعہ تحفہ عطا فرمایا۔ بعد ازاں حضورِ انور نے اجتماعی دعا کروائی۔

دعا کے بعد مہمانان کرام کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ عشائیہ کے بعد مہمان حضورِ انور کی خدمت میں حاضر ہوکر شرفِ ملاقات حاصل کرتے رہے اور برملا اپنے جذبات کا اظہار کرتے رہے۔ بعض مہمانوں نے درخواست کرکے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے ازراہِ شفقت ہر ایک کے ساتھ گفتگو فرمائی۔

رات قریباً پونے دس بجے یہ بابرکت تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز یہاں سے روانہ ہوکر قریباً ساڑھے دس بجے مسجد بیت الفضل تشریف لے آئے۔

(باقی آئندہ)

میری پیاری

امۃ النور طاہرہ

(لئیق احمد طاہر۔مبلغ سلسلہ۔مسجد المہدی۔بریڈفورڈ)

خاکسار 8 جولائی 1967ء کو پہلی دفعہ انگلستان پہنچا اور تقریباً ساڑھے تین سال تک بطور نائب امام مسجد فضل لندن خدمت کر کے مؤرخہ 14 دسمبر 1970ء کو لندن سے واپس ربوہ پہنچا۔ میرے نام وسط نومبر 1971ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب۔ناظم ارشاد وقف جدید کا گرامی نامہ لاہور میں پہنچا جہاں میں اپنی بہن کے ہاں چند دن کے لئے گیا ہوُا تھا۔ کہ آپ سے جلد آ کر ملوں۔ خاکسار ربوہ آ کر جب آپ سے ملا تو فرمایا

This is high time you get married

نیز فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے امۃ النور بنت مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب کا رشتہ آپ کے لئے تجویز فرمایا ہے اور کہا ہے کہ یہ میری اپنی بیٹی ہے۔ دُعا اور استخارہ کر کے مجھے اطلاع دیں۔ میں نے تین دن دُعا کی۔ اس کے چند دن بعد حضور نے 28 نومبر 1971ء کو مسجد مبارک ربوہ میں خاکسار اور امۃ النور ایم اے کا نکاح پڑھایا۔ حضور نے خطبہ نکاح میں بھی یہی فرمایا کہ یہ امۃ النور بھی میری بیٹی ہے۔

5 فروری 1972ء کو ہماری شادی ہوئی۔ رخصتی کے موقعہ پر حضور تشریف لائے اور امۃ النور کو ایک خطیر رقم اس خوشی کے موقع پر عطا فرمائی اور مجھے بھی تحفہ سے نوازا۔

شادی کے وقت ہم تحریک جدید کے ایک کوارٹر میں منتقل ہو گئے۔ ہمیں بجلی۔گیس۔کرایہ اور چندہ وغیرہ کٹنے کے بعد 100 روپے سے کم الاؤنس (انعام) ملا۔ میں نے وہ رقم امۃ النور کو دیتے ہوئے کہا کہ گھبرانا نہیں۔ ہمارا گزارہ اس الاؤنس سے نہیں ہوگا بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہو گا۔ امۃ النور نے مجھے جواب دیا کہ ہمارے ابا (مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب) بھی واقف زندگی ہیں اور ان کی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے گزری ہے۔ مجھے اس بارہ میں کوئی فکر نہیں۔ آپ بھی فکر نہ کریں۔ وہ دن اور آج کا دن امۃ النور نے میرے سارے فکر سمیٹ لئے۔ بس ایک ہی چیز ان کے پیش نظر تھی کہ میں بے فکر ہو کر اپنے فرائض نبھاؤں۔ الحمدللّٰہ ہماری 41 سالہ رفاقت بہت خوشیوں کے ساتھ گزری۔ ہر لمحہ خدا تعالیٰ بے کراں انعامات سے نوازتا رہا اور ہماری دستگیری فرماتا رہا۔

سُبۡحٰنَ اللّٰہ مَا اَعۡظَمُ شانِ اللّٰہ

امۃ النور کو ایف۔اے، بی۔اے میں سکالرشپ ملتا رہا۔ بی۔اے کے بعد پنجاب یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم کی طرف میلان تھا۔ نمبر بھی بہت اچھے تھے لیکن والدین اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ امۃ النور ربوہ کے جنت نظیر ماحول سے نکل کر لاہور میں داخلہ لے۔ گھر کے مالی حالات بھی اس کی اجازت نہ دیتے تھے۔

حضرت صوفی بشارت الرحمان صاحب تعلیم الاسلام کالج میں عربی کی کلاسز لیتے تھے۔ آپ نے امۃ النور کے والد مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب کو پُرزور تحریک کی کہ امۃ النور کو ایم۔اے عربی کے لئے کالج میں داخل کروا دیا جائے۔ اس سے ایک تو اس کی آگے پڑھنے کی خواہش کی تسکین ہوگی اور دوسرے یہ کہ اسے قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر سیکھنے میں مدد ملے گی۔ چنانچہ کالج میں پانچویں سال میں داخلہ ہو گیا۔ وظیفہ تو مل ہی رہا تھا۔ ہوسٹل وغیرہ کا کوئی خرچ نہیں تھا جو لاہور میں ہونا تھا۔ ایم۔اے فائنل میں امۃ النور تمام لڑکوں اور لڑکیوں میں اول رہی اور میڈل کی حقدار قرار دی گئی۔

حضرت صوفی بشارت الرحمان صاحب نے اہلیہ کی امتیازی کامیابی پر امۃ النور کے نام خط میں لکھا:

عزیزہ امۃ النور صاحبہ c/o مکرم مولانا ابوالمنیر نور الحق صاحب۔ناظم بازار c/o مھبط الانوار۔دارالرحمت وسطی۔ربوہ

خاکسار کی طرف سے مکرر بلکہ سہ کرر بلکہ ہزار کرر مبارکباد عرض ہے سواءً لِلو الِدَیۡنِ وَالۡاَقۡرَبِیۡنَ وَسَوَ اءً لِلسَّا ئِلِیۡنَ۔ خاکسار بشارت الرحمان 70-12-19

انگلستان میں خاکسار کے ساتھ 23 سال تک ہاتھ بٹاتی رہیں۔ ہر کام میں میری معین و مددگار تھیں۔ اور مجھ سے بڑھ کر میرے کام کرتیں اور میرے لئے دعائیں کرتیں اور میرا سلطان نصیر بن کر رہیں۔ ابتدا میں لندن میں میری ریجن میں 28 جماعتیں ہوتی تھیں۔ میرے ساتھ ہر جماعت میں کئی کئی بار گئیں اور لجنہ اور ناصرات کی تربیت کا فریضہ سرانجام دیا کیونکہ علم دین سے خدا تعالیٰ نے امۃ النور کو خوب آراستہ کیا ہوُا تھا اسلئے تعلیم و تربیت میں بھرپور کردار ادا کیا۔ تربیت کا انداز عجیب تھا۔ بالکل تملق سے کام نہیں لیتی تھیں۔

لجنہ کے سلیبس (Syllabus) کی تیاری۔ نماز اور دعائیں سکھانے میں خوب خوب کام کیا۔ اور بے دھڑک کیا۔ ان کے سمجھانے کا انداز عجیب تھا۔ ہر کمزوری کی نشاندہی بھی کرتیں اور ماؤں اور بچیوں کو ان کی کمزوریاں دور کرنے کے لئے اسطرح ہمدردی اور پیار سے سمجھاتیں کہ وہ اثر لئے بغیر نہ رہتیں۔ ساؤتھ آل میں ہم 16 سال رہے اور یارکشائر میں امۃ النور میرے ساتھ ساڑھے چھ سال کام کرتی رہیں۔ سینکڑوں تبلیغی مجالس میں اکیلی مہمانوں کے لئے کھانا پکاتیں۔ چائے وغیرہ بھجواتیں۔ مہمان عورتوں کو پیغام پہنچاتیں اور غیر از جماعت مہمانوں کے علاوہ جماعت کے احباب اور خواتین کثرت سے ہمارے پاس آتے۔ کسی کو تواضع کے بغیر خالی ہاتھ نہ جانے دیتیں۔ جلسہ کے دنوں میں تو سینکڑوں افراد کی خدمت کی۔ اس کے علاوہ لوگ جرمنی، سویڈن اور یورپ کے دوسرے ملکوں سے ساؤتھ آل میں کپڑا، زیور، دالیں، سبزیاں وغیرہ لینے آتے۔ کیونکہ مشن ہاؤس بازار کے ساتھ ہی تھا اسلئے لوگ ستانے کیلئے، واش رومز کے لئے ہمارے مشن ہاؤس آتے۔ اہلیہ ہر ایک کی خدمت کرتیں اور چائے کھانا اور کولڈ ڈرنکس وغیرہ بھجواتیں۔ مجھے اب بھی کئی دوست ملتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا آپ کو یاد ہے کہ ہم آپ کے ہاں کئی دن تک رہے پاکستان سے ہیتھرو ایئرپورٹ پہنچے اور وہاں سے سیدھے ساؤتھ آل مشن ہاؤس میں آ گئے اور آپ کے بچے ہمیں تینوں وقت کھانا لا کر دیتے رہے اور ہر طرح سے خیال رکھا۔

الحمدللہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا احسان تھا اور اسکے پیچھے ساری قربانی اور محنت امۃ النور کی تھی۔

اہلیہ انتہائی خوش مزاج تھیں اور مزاح کا برجستہ جواب دیتیں جو ان کی علمی دسترس کا ثبوت ہوتا۔ اہلیہ نوافل، تلاوت قرآن کریم اور دعاؤں کی عاشق تھیں۔ ہر نماز سے قبل نوافل ادا کرتیں۔ ظہر مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد بہت لمبے نوافل ادا کرتیں اور دعائیں کرتی تھیں۔ نماز تہجد اور تلاوت قرآن کریم ان کی روحانی غذا تھی۔ میں نے سالہا سال مشاہدہ کیا کہ نماز تہجد میں شاید ہی کبھی ناغہ ہوُا ہو۔ وفات سے ایک، ڈیڑھ ہفتہ پہلے تک وضو کر کے نمازیں ادا کرتی رہیں۔ آخری تین دن میں شدید بخار اور کمزوری اور تِلی کی شدید تکلیف میں مارفین دی جاتی تھی لیکن بار بار نماز کا پوچھتیں اور لیٹے لیٹے تیمّم کر کے نمازیں ادا کرتی رہیں۔ میرا خیال ہے کہ اپنی وفات کے آخری لمحات تک انہوں نے نماز میں کوئی ناغہ نہیں کیا۔ بریڈفورڈ مسجد المہدی میں نماز تہجد کے بعد باجماعت نماز فجر ادا کرتیں اور پھر بہت دیر تک لجنہ کے ہال میں تلاوت قرآن کریم کرتیں۔ قصیدہ یَا عَیۡنَ فَیۡضِ اللّٰہِ وَالۡعِرۡفَان روزانہ زبانی پڑھتیں اور پھر اپنے بستر پر آ کر سونے تک ادعیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ادعیۃ المسیح الموعودؑ دیر تک پڑھتی رہتیں۔ وفات سے چند ماہ قبل اس مطالعہ میں اس قدر منہمک ہو چکی تھیں کہ گویا اب دنیا و مافیہا سے تعلق قطع کر لیا ہے۔ ان کی وفات پر میں نے ان کی bedside table دیکھی تو وہ دعاؤں کی کتب سے بھری پڑی تھی۔ یہی نہیں مختلف صفحوں پر اور نوٹ بکس میں کئی دعائیں لکھی ہوئی تھیں۔

گھر کے سب کاموں، لجنہ مرکزیہ کی مصروفیات۔ حلقہ کے لجنہ کے ہر کام میں پُرجوش تعاون، میرے بیشمار کاموں میں میری معین و مددگار بننے کے باوجود بچوں کو پڑھانے میں مدد دیتیں۔ نماز۔قرآن دعائیں اور قصیدہ حفظ کروانے کے لئے نہ جانے کہاں سے وقت نکالتی تھیں۔ اور مزید یہ کہ سب بچوں کی وصیت 17-16 سال کی عمر میں کروا دی۔ الحمدللہ وہ اس دنیا سے اس حالت میں رخصت ہوئیں کہ بچوں کے دین و دنیا کی طرف سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی تھیں۔

امۃ النور کی تعلیم القرآن کی خدمات ان کی زندگی کا سنہرا باب ہیں۔ حضرت صوفی بشارت الرحمان نے فہمائش کی تھی کہ ایم۔اے عربی کر لو تو قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی۔ گھر میں امۃ النور نے بچپن سے ہی اپنے باپ کو خدمت قرآن میں مشغول پایا تھا۔ اس کا اثر تھا کہ شادی کے بعد قرآن کریم پڑھانا ان کی سب سے بڑی تمنا بن گئی تھی۔ ربوہ میں ہمارے گھر میں بچیوں اور بچوں کو قرآن کریم اور قاعدہ پڑھانا شروع کیا۔ ان کا پڑھانے کا انداز جداگانہ تھا۔ نئے نئے طریقے سمجھانے کے لئے نکالے ہوئے تھے جن کی وجہ سے ان کی کلاسز بہت کامیاب رہیں۔ مجھے ہمیشہ کہتیں کہ میری طالبات (لجنہ و ناصرات) آپ کے طلبا سے (اطفال، خدام، انصار) سے اچھا پڑھتی ہیں۔ ان کی یہ بات سچی تھی۔ پھر مجھے بعض طریقے بتاتیں کہ یوں پڑھائیں تو لوگوں کو جلدی سمجھ آئے گی۔ جب میں کلاس لیتا تو ان کے کہنے پر سپیکر آن رکھتا۔ مجھے کہتیں کہ فلاں صاحب کی اہلیہ نے مجھ سے پڑھا ہے وہ اپنے میاں سے بہت اچھا پڑھتی ہیں۔

ساؤتھ آل، ھڈرزفیلڈ اور بریڈفورڈ میں قرآن کریم پڑھانے میں بڑی محنت کی۔ وہ ہر بچہ اور لجنہ کو الگ الگ ٹائم دیتی تھیں اور بعض اوقات عصر سے لے کر عشاء تک ان کی کلاس جاری رہتی۔

جب بیماری نے نڈھال کر دیا تو یہ کلاسز بند ہوئیں۔ لیکن 2013ء کے رمضان میں شدید بیماری اور کمزوری کی حالت میں اور میرے اصرار کے باوجود کہ آپ کی طبیعت درس کی اجازت نہیں دیتی سارے قرآن کریم کا درس دیا۔

ساؤتھ آل میں بعض غیر احمدی بچیاں اور ان کی مائیں ان سے قرآن کریم پڑھنے کے لئے آنے لگیں۔ ایک صوبہ سرحد کی فیملی تھی وہ پشتو بولتی تھی۔ امۃ النور نے اپنی خداداد قابلیت کی وجہ سے ان سے پشتو سیکھنی شروع کی اور چند ضروری جملے یاد کر کے قاعدہ پڑھایا۔ یہ ساجدہ (ماں) اور فہیمہ کی فیملی تھی جو احمدی نہیں تھی۔ ساجدہ اور فہیمہ کو دیکھ کر ان کے بعض اور عزیز بھی اپنی بچیوں کو پڑھانے کے لئے امۃ النور کے پاس لے آئے۔ امۃ النور ہر غیر احمدی کو بتاتی تھیں کہ بحمداللہ ہم احمدی مسلمان ہیں پڑھنا ہے تو شوق سے پڑھو ورنہ نہ پڑھو۔ خدا کی شان کہ ساجدہ کے ان عزیزوں نے انہیں خوب زور لگا کر بہکانے کی کوشش کی کہ یہ تو غیر مسلم قادیانی اور مرزائی ہیں تم کیوں یہاں پڑھنے آتی ہو لیکن وہ امۃ النور کے پاک نمونہ کو دیکھ کر ہماری گرویدہ ہو چکی تھیں۔ انہوں نے اپنی ان عزیزوں سے کہا کہ ہم سال بھر سے یہاں آ رہے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ تم سے اچھے مسلمان ہیں۔ امۃ النور کی نیکی اور تقویٰ کا اثر ساجدہ کی فیملی پر ہوُا۔ ساجدہ کے میاں شکرگزار تھے کہ آپ کی وجہ سے ساجدہ اور فہیمہ نے نماز سیکھی اور اب وہ سب نمازیں پڑھنے لگی ہیں۔ قرآن کریم کی دولت سے آپ نے ہمیں برکت دی ہے۔

مالی قربانیوں میں امۃ النور ایک عجیب شان رکھتی تھیں۔ ہمارا سب سے چھوٹا بیٹا جب پیدا ہوُا تو ہسپتال جانے سے قبل امۃ النور نے اپنا سب سے قیمتی اور وزنی ہار مجھے دیا کہ تحریک جدید کو دیدیں۔ پھر تاکید کی کہ مجھے معلوم نہیں کہ میں زندہ رہوں یا نہ۔ یہ ہار ضرور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دینا جو بحمداللہ بیٹے کی پیدائش کے معاً بعد وکالت مال اول کو بھجوا دیا گیا۔ ربنا تقبل منا۔

میں کہہ سکتا ہوں کہ امۃ النور نے ہمیشہ مجھے مذکورہ قربانیوں کے لئے تحریک کی۔ اور ہمیشہ ضرورت مندوں کی مدد کی۔ بعض مرحوم عزیزوں کی طرف سے چندہ تحریک جدید و وقف جدید محض اس لئے ادا کرتیں کہ ان کی طرف سے کوئی ادا کرنے والا نہیں ہے۔

ربوہ میں گرمیوں میں کئی ریڑھی والے اور چھابڑی والے دروازہ کھٹکھٹا کر ٹھنڈا پانی مانگتے۔ شدید گرمی میں باہر بچوں کو بھیج کر پانی پلواتیں اور شکر ادا کرتیں۔ گھر میں کام کرنے والی عورتیں اکثر آنے بہانے سے فائدہ اٹھاتیں۔ امۃ النور سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے ان کی مدد کرتیں۔ مجھے چند ماہ قبل کہنے لگیں کہ اگر میں اس بار ربوہ گئی تو فلاں فلاں عورت کو تلاش کروا کے مدد کروں گی۔ لیکن زندگی نے وفا نہ کی۔ یہی مرضیٔ مولا تھی۔

امۃ النور عجیب دل کی مالک تھیں۔ میرے سب رشتہ داروں کا مجھ سے بڑھ کر خیال رکھا۔ اپنے بھائی بہنوں سے محبت اور مودّت کا سلوک کیا اور اگر کسی طرف سے کوئی زیادتی بھی ہوتی تو یوں درگذر کرتیں کہ گویا کچھ ہوُا ہی نہیں۔ بہت صاف دل تھیں۔ غیبت سے بہت پرہیز کرتی تھیں۔ لوگوں کی خوبیوں کو یاد کرتیں اور نیکیوں کا تذکرہ کرتیں۔ اور یہی سب بچوں کو تعلیم دی۔

جماعتی رسائل اور کتب کے مطالعہ کا گویا نشہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب، خلفائے سلسلہ کی کتب۔ علمائے سلسلہ کی تصانیف کا مطالعہ کرتی رہتی تھیں۔ تفسیر سیدنا حضرت مسیح موعودؑ، تفسیر القرآن حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نیز شرح بخاری جو جماعت نے تیار کی اس کا مطالعہ کیا۔ وفات سے قبل مکرم پیر معین الدین صاحب کی کتاب ذکر المہدیؑ فی القرآن کا گہرا مطالعہ کیا اور مجھے اس کے خاص خاص نکات بتایا کرتی تھیں۔ علمی کتب سے حظ اٹھاتی تھیں۔

ساؤتھ آل میں قیام کا واقعہ ہے۔ ہمارے مشن

ہاؤس سے ایک مکان چھوڑ کر بڑا خوبصورت پارک شروع ہوجاتا ہے۔ہم روز سیر کے لئے جاتے اور بالعموم پارک کے کئی چکر لگاتے۔ ہمارے ایک ہمسائے میاں بیوی سکھ فیملی سے تھے بہت ہمدرد اور شریف النفس تھے ۔بعض اوقات اس گھر کی خاتون خانہ بھی سیر کے لئے آتیں۔ خاکسار امۃ النور سے کہتا آپ اپنی ہمسائی کے ساتھ سیر کریں وہ بی بی میری اہلیہ کو پورے برقعہ میں ملبوس سیر کرتے ہوئے دیکھتی تو کہتی یہ ہندوستان پاکستان نہیں ہے یہاں برقع کی ضرورت نہیں۔امۃ النورانہیں جواب دیتیں کہ میں تو خدا کے حکم پہ برقعہ پہنتی ہوں۔اگر ہندوستان کا خدا کوئی اور ہے اور یہاں کا اور تو میں تمہاری بات مان لیتی ہوں۔ اس پر وہ خاموش ہو جاتی۔اُن کا ہم سے اچھا تعلق تھا اور مشن ہاؤس کی حفاظت میں مدد کرتے تھے۔

ایک دفعہ مجھے کہنے لگیں حضور کو لکھیں کہ خدا تعالیٰ مجھے صبر سے یہ تکلیف برداشت کرنے کی توفیق دے۔تِلی (spleen) کی شدید تکلیف تھی کیونکہ تِلی کا سائز 7 تا 9 سینٹی میٹر کی بجائے 30-25 سینٹی میٹر ہو چکا تھا اور اس نے سارے پیٹ ، معدہ اور جگر کو دبا لیا تھا جس کی وجہ سے پسلیوں سے ہوتی ہوئی درد کندھوں تک جاتی تھی۔بھوک ختم ہو چکی تھی۔کوئی ٹھوس چیز نہیں کھا سکتی تھیں۔......میں نے کہا کہ میں تو یہ بات حضور کو نہیں لکھوں گا۔جب خدا تعالیٰ سے مانگنا ہی ہے تو میں کیوں نہ آپ کی صحت اور زندگی کی بھیک مانگوں۔ میں نے یہ مکالمہ بذریعہ فیکس خدمت اقدس میں بھجوادیا۔

حضور کی طرف سے مسلسل دعاؤں بھرے خطوط آرہے تھے۔آخری مہینہ میں حضور کا ایک ہی جواب ہوتا تھا ’’اللہ رحم کرے‘‘۔اس جواب سے میرا دل کانپ اٹھتا تھا کہ معلوم ہوتا ہے اب تقدیر مبرم کا وقت آن پہنچا ہے۔ورنہ اس سے قبل حضور ہومیو پیتھی ادویہ بھی تجویز فرماتے تھے اور لمبی صحت والی زندگی کے لئے بھی ہر خط میں دعائیں ہوتی تھیں۔اللہ میری امۃ النور پر رحم فرمائے اور اسے ہمیشہ اپنی مغفرت۔رحم۔فضل اور پیار کی گود میں لئے رکھے۔آمین اللھم آمین۔

امۃ النور ہمیشہ ضحیٰ کے نوافل ادا کر کے اپنے لئے اور میرے لئے ناشتہ بناتی تھیں۔شدید بیماری میں بھی کہتی تھیں کہ میں آپ کو تو اب بھی سنبھال سکتی ہوں۔ہم دونوں ہی مسجد المہدی کے فلیٹ میں رہتے تھے۔میں بھی حتی الوسع مدد کرنے کی کوشش کرتا لیکن وہ اس کا موقع کم ہی دیتیں۔ہر نماز کے لئے کپڑے تیار کرتیں۔ہر سفر کے لئے سامان کی پیکنگ کرتیں اور ایک ہی خواہش تھی کہ مجھے زیادہ سے زیادہ آرام پہنچا سکیں۔

امۃ النور کو 16 سال ساؤتھ آل میں آکر رہنا پڑا۔ یہاں ہم میاں بیوی کے علاوہ چار بچے رہتے تھے۔صرف ایک بیڈ روم۔ایک سٹور اور سٹنگ روم تھا۔رات کو سٹور اور سٹنگ روم کو بیڈ روم بنا دیتیں اور صبح بچوں کے سکول جانے پر ہر چیز سمیٹ کر یوں رکھتیں کہ دیکھنے والا قیاس بھی نہیں کر سکتا تھا کہ رات کو یہ کمرے بیڈ رومز بنے ہوئے تھے۔صفائی اور سلیقہ ان کے دو بڑے گوہر تھے۔ جب بھی کوئی ہمارے گھر آتا گھر کی صفائی اور سلیقہ کی تعریف کرتا۔لجنہ گواہ ہے کہ ہڈرسفیلڈ اور بریڈفورڈ میں بھی امۃ النور نے گھر کو یوں سنبھالا ہوُا تھا کہ لجنہ اس صفائی ستھرائی۔ترتیب اور سلیقہ کو حیرت کی نگاہ سے دیکھا کرتی تھیں۔امۃ النور اپنے گھر سے زیادہ ساؤتھ آل اور ہڈرسفیلڈ کی مسجد کی صفائی کا خیال رکھتی تھیں۔کہتی تھیں دعا کریں اللہ تعالیٰ اس خدمت کے بدلہ میں جنت میں ایک خوبصورت گھر دیدے۔

اپنا لباس بہت صاف ہوتا۔گو سادہ لباس تھا لیکن اسی میں سلیقہ کی وجہ سے جدت پیدا کر لیتی تھیں۔ مجھے بعض اوقات جمعہ کے دن بتاتی تھیں کہ بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ امۃ النور ہر جمعہ کے روز نیا جوڑا پہنتی ہیں۔حالانکہ ان کے جوڑے جہاں نئے ہوتے تھے وہاں پر کئی سال پرانے بھی ہوتے تھے۔اللہ تعالیٰ کے فضلوں ،عنایات اور احسانوں پر بہت شکر گذار تھیں۔اور وہ......**ایاز قدر خود بشناس** کا سچا اور پاکیزہ نمونہ تھیں۔

امۃ النور کی بیماری میں حضرت آپا جان حرم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی دعائیں کرتی رہیں۔امۃ النور کی وفات پر حضرت آپا جان نے ہماری بیٹی سے تعزیت کرتے ہوئے فرمایا کہ ’آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور جاپان کے سفر میں حضور کو نوری کی صحت کی کافی فکر تھی‘۔

و ذالک فضل اللہ یو تیہ من یشاء

امۃ النور کی وفات 25 نومبر کو فجر کی نماز کے دوران ہوئی۔ادھر فجر کی نماز کا اختتام السلام علیکم ورحمۃ اللہ سے ہوا، اُدھر امۃ النور نے آخری سانس لیا اور جان جاں آفریں کے سپرد کر کے ہر دکھ اور تکلیف سے آزاد ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنت میں داخل ہوگئی،

انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون

اَلْعَیْنُ تَدْ مَعُ وَالْقَلْبُ یَحْزَنُ وَ اِنَّا عَلٰی فِرَاقِکِ یَا اَمَۃَ النُّور لَمَحْزو نُوْن۔

اِنَّمَااَشْکُوْ بَثِی وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہ

بُلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مورخہ 26 نومبر کو حضور پُرنور نے ازراہ شفقت امۃ النور کا نماز جنازہ پڑھایا جس میں کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی۔ بعد ازاں احمدیہ قبرستان کے مقبرہ موصیان میں تدفین عمل میں لائی گئی۔ان کی وفات کے بعد بہت سے احباب نے زبانی اور تحریری طور پر تعزیتی پیغامات بھجوائے ہیں جن سے ان کا ہر دلعزیز ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور ان کی اولاد در اولاد میں ان کی نیکیاں جاری رہیں۔آمین

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

بقیہ: خطباتِ نکاح از صفحہ 20

حضور انور نے فرمایا:۔دوسرا نکاح عزیزہ سیدہ ناجیہ بنت مکرم سید جلید احمد صاحب کا ہے جو عزیزم میر نصر احمد ابن مکرم میر حبیب احمد صاحب کے ساتھ تیس لاکھ روپیہ حق مہر پر طے پایا ہے۔سید جلید احمد کیونکہ یہاں موجود نہیں ہیں اس لئے ان کے وکیل مرزا عمر احمد صاحب ہیں۔

عزیزہ سیدہ ناجیہ جو سید جلید احمد کی بیٹی ہیں، یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے سسرالی خاندان میں سے ہیں۔حضرت سید میر محمد اسحاق صاحبؓ جماعت میں جانے جاتے ہیں ان کے نواسے سید جلید احمد ہیں جن کی یہ بیٹی ہیں۔اور میر نصر احمد بھی حضرت سید میر محمد اسحاق صاحبؓ کی نواسی کے بیٹے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:۔اگلا نکاح عزیزہ ثمرین طارق احمد بنت مکرم ودود طارق احمد صاحب امریکہ کا عزیزم احتشام الحق محمود کوثر ابن مکرم انعام الحق کوثر صاحب کے ساتھ ہے جو چار ہزار یو ایس ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔

عزیزم احتشام الحق کوثر اس دفعہ یا گزشتہ سال جامعہ کینیڈا سے فارغ ہوئے ہیں اور مربی سلسلہ ہیں اور انعام الحق کوثر صاحب بھی پرانے مبلغ سلسلہ ہیں۔اس لحاظ سے دونوں باپ بیٹا واقفین زندگی ہیں۔اللہ کرے کہ ان کی آئندہ نسلیں بھی نیکیوں پر قائم رہنے والی اور جماعت کے وقار کا خیال رکھنے والی، خلافت اور جماعت سے وابستہ رہنے والی ہوں۔

حضور انور نے فرمایا:۔ اگلا نکاح عزیزہ آمنہ ایمن بنت مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کا عزیزم احسان محمود ابن مکرم زاہد محمود صاحب کے ساتھ ہے جو ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ حق مہر پر طے پایا ہے۔دولہن کے ولی شیخ صاحب موجود ہیں اور دولہا کی طرف سے مکرم ڈاکٹر غضنفر اسماعیل نور شیخ صاحب وکیل مقرر ہیں۔

شیخ مبارک احمد صاحب بھی واقف زندگی ہیں اور ربوہ میں ناظر بیت المال آمد ہیں، یہ ان کی بیٹی ہیں اور حسان محمود بھی جامعہ احمدیہ ربوہ کے طالب علم ہیں۔اس لحاظ سے واقف زندگی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:۔ اگلا نکاح عزیزہ تہمینہ شمیم خان بنت مکرم شمیم احمد خان صاحب کا ہے۔عزیزہ واقفۂ نو ہے اور جو بڑی Active واقفۂ نو ہوتی ہیں ان میں شامل ہے۔شمیم خان صاحب ہمارے مرکزی پرائیویٹ سیکرٹری کے انصار سیکشن کے انچارج ہیں۔اس لحاظ سے یہ وقف کی رو کے ساتھ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ باقاعدہ کارکن تو نہیں لیکن کافی وقت دیتے ہیں۔یہ ان کی بیٹی ہیں اور ان کا نکاح ہو رہا ہے عزیزم عطاء المحسن طاہر ابن مکرم عبدالمؤمن طاہر صاحب کے ساتھ۔ یہ بھی دونوں،لڑکا بھی واقف نو ہے اور عبدالمؤمن صاحب بھی جو عربی ڈیسک کے انچارج ہیں واقف زندگی ہیں۔ ہر کوئی ان کو جانتا ہے۔یہ نکاح بارہ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا:۔اگلا نکاح عزیزہ افشاں منیر طوبیٰ بنت مکرم منیر ذوالفقار صاحب ناصر آباد سندھ کا ہے جو عزیزم زوہیب اطہر ابن مکرم خلیل احمد صاحب کے ساتھ دو لاکھ روپے حق مہر پر طے پایا ہے۔لڑکے کی طرف سے مکرم مرزا حفیظ احمد صاحب وکیل ہیں۔(حضور انور کے دریافت فرمانے پر عرض کیا گیا کہ زوہیب اطہر جامعہ احمدیہ ربوہ کے طالبعلم ہیں۔)

حضور انور نے فرمایا:۔ بچی افشاں منیر، منیر ذوالفقار صاحب کی بیٹی ہے جو ناصر آباد سندھ میں جماعتی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔اور بچی کے دادا واقف زندگی تھے، سیرالیون میں مبلغ بھی رہے اور اس کے بعد پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے کہنے پر سندھ میں بھی کافی عرصہ رہے اور پھر وہیں کے ہو رہے۔اور عزیزم زوہیب اطہر کے بارہ میں بتایا گیا ہے کہ وہ جامعہ کے طالب علم ہیں، واقف زندگی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:۔ اگلا نکاح عزیزہ زاہدہ عنبرین بنت مکرم سلیم احمد صاحب بدین کا ہے جو عزیزم توصیف احمد ابن مکرم منیر ذوالفقار احمد صاحب کے ساتھ دو لاکھ روپیہ حق مہر پر طے پایا ہے۔دولہن کے وکیل مکرم مبشر گوندل صاحب ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:۔اگلا نکاح عزیزہ طیبہ ناصر بنت مکرم ناصر احمد صاحب کا ہے۔(حضور انور کے دریافت فرمانے پر عرض کیا گیا کہ بچی کے والد ناصر واہلہ صاحب ہیں۔) حضور انور نے فرمایا:۔یہ ناصر واہلہ صاحب ضلع عمرکوٹ کے امیر ہیں۔ جماعتی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔طیبہ ناصر ان کی بیٹی ہیں۔ان کا نکاح عزیزم سلیم احمد سرمد ابن مکرم حفیظ احمد بجہ صاحب ربوہ کے ساتھ ہے۔یہ نکاح ایک لاکھ روپیہ حق مہر پر طے پایا ہے۔ اور لڑکے کی طرف سے منیر ذوالفقار صاحب وکیل ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:۔اگلا نکاح عزیزہ مائدہ فیاض بنت مکرم فیاض احمد ملہی صاحب کا عزیزم حافظ ذیشان احمد ابن مکرم محمد سجاد مجوکہ صاحب کے ساتھ ہے جو دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔فیاض ملہی بھی یہاں عمومی کی ڈیوٹیاں دیتے ہیں۔(حضور انور کے دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ عزیزم حافظ ذیشان احمد پڑھائی کر رہے ہیں۔)

حضور انور نے فرمایا:۔اگلا نکاح عزیزہ لبنیٰ احمد بنت مکرم سعید احمد صاحب کا عزیزم توقیر احمد ابن مکرم نصیر احمد صاحب فارن ہام یوکے کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا:۔اگلا نکاح عزیزہ تہمینہ طاہر بنت مکرم ڈاکٹر محمد نواز صاحب مرحوم کا عزیزم مدثر احمد ابن مکرم مرزا سعید احمد صاحب کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

لڑکی کے ولی ان کے بھائی انعام اللہ طاہر صاحب ہیں۔لڑکے کا یہ دوسرا نکاح ہے۔لڑکے کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ گھر کے ماحول کو ہمیشہ اچھا رکھیں۔اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس شادی کو قائم رکھے۔

حضور انور نے فرمایا:۔اگلا نکاح عزیزہ قرینہ طاہرہ بنت مکرم حسین جمال ترساونج صاحب انڈونیشیا کا عزیزم تنویر علی قائد مجلس خدام الاحمدیہ دہلی ابن مکرم محبوب علی صاحب مرحوم انڈیا کے ساتھ تین لاکھ روپے انڈین حق مہر پر طے پایا ہے۔

لڑکی کے وکیل مکرم حمید احمد کوہونجیہ صاحب ہیں جبکہ لڑکے کی طرف سے مکرم میجر محمود احمد صاحب وکیل ہیں۔

حضور انور نے مکرم کوہونجیہ صاحب سے دریافت فرمایا: Do you understand Urdu? جس کا انہوں نے مثبت جواب دیا۔

حضور انور نے تمام نکاحوں کے فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروایا،ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو مبارکباد دی۔

انصار ہیں، انصار ہیں، اللہ کے انصار

انصار ہیں ، انصار ہیں ، اللہ کے انصار
ہم خدمتِ دیں کے لئے ہر آن ہیں تیّار

دل عشقِ محمد ﷺ کی غُلامی سے ہیں معمور
مہدؑی کے ثنا خواں ہیں تو ہم خادمِ مسرور
خواہش کہ رہے پیشِ نظر چہرۂ دلدار

انصار ہیں ، انصار ہیں ، اللہ کے انصار
ہم خدمتِ دیں کے لئے ہر آن ہیں تیّار

اپنی تو تمنا ہی فقط قُربِ خدا ہے
اس واسطے تبلیغ کا میدان کھلا ہے
جذبوں میں صداقت ہو تو ہر راہ ہے ہموار

انصار ہیں ، انصار ہیں ، اللہ کے انصار
ہم خدمتِ دیں کے لئے ہر آن ہیں تیّار

ہر ہاتھ ہے تھامے ہوئے دامانِ خلافت
اپنے تو رگ و پے میں اطاعت ہی اطاعت
ہر فرد یہاں عجز و مروت میں ہے سرشار

انصار ہیں ، انصار ہیں ، اللہ کے انصار
ہم خدمتِ دیں کے لئے ہر آن ہیں تیّار

سچائی و اخلاص پہ ہر آن قدم ہے
ہر ایک کے ہاتھوں میں محبت کا علم ہے
ہم بے کس و مجبور کے ہمدرد و مدد گار

انصار ہیں ، انصار ہیں ، اللہ کے انصار
ہم خدمتِ دیں کے لئے ہر آن ہیں تیّار

اس دور میں ہر قوم ہی دُنیا میں مگن ہے
انصار کو پر دینِ محمد ﷺ کی لگن ہے
ہم نے بڑے چاؤ سے چُنی ہے رہِ دُشوار

انصار ہیں ، انصار ہیں ، اللہ کے انصار
ہم خدمتِ دیں کے لئے ہر آن ہیں تیّار

ہم بیج ہیں بویا ہوا اک فضلِ عمر کا
ہر سمت گھنا سایہ ہے اس پاک شجر کا
ہر شاخ ہے اس پیڑ کی سرسبز و ثمر بار

انصار ہیں ، انصار ہیں ، اللہ کے انصار
ہم خدمتِ دیں کے لئے ہر آن ہیں تیّار

کافی ہے ہمیں چشمِ خلیفہ کا اشارہ
رہبر بھی وہی ہے ،وہی دلدار ہمارا
ہر حال میں دربارِ خلافت کے وفا دار

انصار ہیں ، انصار ہیں ، اللہ کے انصار
ہم خدمتِ دیں کے لئے ہر آن ہیں تیّار

پڑھائیں گے کلُ دنیا کو ایمان کا کلمہ
اللہ کی توحید کے اعلان کا کلمہ
ہاتھوں میں دلائل کی ہے اک تیغِ چمکدار

انصار ہیں ، انصار ہیں ، اللہ کے انصار
ہم خدمتِ دیں کے لئے ہر آن ہیں تیّار

تارک جو نمازوں کے ہوں ہم کو نہیں بھاتے
لنگڑے تو کبھی فوج میں رکھے نہیں جاتے
ہر غافل و بے دیں سے ہم لوگ ہیں بے زار

انصار ہیں ، انصار ہیں ، اللہ کے انصار
ہم خدمتِ دیں کے لئے ہر آن ہیں تیّار

رونق ہے مساجد کی تو انصار کے دم سے
لے آئے ہیں گھر والوں کو بھی عقل و فہم سے
فعّال ہیں خدّام ، تو انصار ہیں ہشیار

انصار ہیں ، انصار ہیں ، اللہ کے انصار
ہم خدمتِ دیں کے لئے ہر آن ہیں تیّار

(ارشاد عرشی ملک)

رپورٹ جلسہ یومِ مسیح موعودؑ

جماعتِ احمدیہ پرتگال، منعقدہ: 23/مارچ 2014ء

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعتِ احمدیہ پرتگال کو مؤرخہ ۲۳ مارچ ۲۰۱۴ء کو جلسہ یومِ مسیحِ موعود منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ کا آغاز مکرم ومحترم فضل احمد مجوکہ صاحب صدر ومبلغ سلسلہ جماعتِ احمدیہ پرتگال کی زیرِ صدارت تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ احتشام احمد مومن صاحب نے کی۔ تلاوت کردہ آیات کا پرتگیزی زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا۔

اس کے بعد مکرم محمد بشیر احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ منظوم کلام میں سے چند اَشعار پیش کیے۔

اس جلسہ میں تین تقاریر ہوئیں جن میں مقررین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

سب سے پہلی تقریر فُولا زبان میں ''**صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام**'' کے عنوان پر تھی جو مکرم استاذ عبداللہ اَمبالو صاحب معلم گنی بساؤ نے پیش کی۔ آپ نے قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت میں پورے ہونے والے نشانات میں سے چند ایک نشانات کا ذکر کیا۔ اس تقریر کا اہتمام گنی بساؤ سے تعلق رکھنے والے نو مبائعین کے لیے کیا گیا تھا جو پرتگال میں بذریعہ Skype براہِ راست سنی گئی جس سے تمام نو مبائعین بہت مستفید ہوئے۔

دوسری تقریر مکرم آصف شہزاد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پرتگال کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان'' **سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام**'' تھا۔ مقرر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور بعض تربیتی اقتباسات پیش کیے۔

اس اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر مکرم فضل احمد مجوکہ صاحب مبلغ سلسلہ وصدر جماعتِ احمدیہ پرتگال کی تھی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے متعلق احادیث مبارکہ پیش کیں اور بتایا کہ آج سے ایک سو پچیس سال قبل تمام مسلمان حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کے انتظار میں تھے اور ان کے قربِ زمانہ پر دلائل دیا کرتے تھے لیکن جب اس موعود امام کا اپنی تمام تر نشانیوں کے ساتھ ظہور ہو گیا تو انہوں نے آپ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ لیکن حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام آج دنیا کے کناروں تک پہنچ رہا ہے اور آپ کے ماننے والے کروڑوں کی تعداد میں دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ تقریر کے آخر میں آپ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے اور ان علمی خزائن سے بھر پور طور پر مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے جو آپ اپنے پیچھے چھوڑ کر گئے ہیں۔

اس مبارک موقع پر منعقد کیے جانے والے جلسہ میں 23 نو مبائعین سمیت 65/افراد شامل ہوئے۔ جلسہ کا اختتام اجتماعی دعا پر ہوا۔

اس جلسہ کی کارروائی کو Odivelas کے ایک ہفت روزہ اخبار Odivelas Notícias نے بھی شائع کیا۔ اخبار میں جماعت کی 125ویں سالانہ تقریبات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف، آپ کی کتب سے چند اقتباسات اور چند الہامات تحریر کیے۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر بھی نمایاں طور پر شائع کی۔ یہ رپورٹ اس اخبار کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Elinks: (ہفت روزہ اخبار Odivelas Notícias)

http://odivelasnoticias.pt/wp/?p=2103

یوٹیوب: http://youtu.be/0o784TQW5to

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
15 London Rd, Morden SM4 5HT
0044 20 3609 4712

جماعت احمدیہ امریکہ کی ویسٹ کوسٹ کے علاقہ کی جماعتوں کا
اٹھائیسواں جلسہ سالانہ

رپورٹ مرتبہ سید شمشاد احمد ناصر لاس اینجلس امریکہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے 27 تا 29 دسمبر 2013ء کو مسجد بیت الحمید چینو میں جماعت احمدیہ امریکہ کے مغربی ساحل پر بسنے والی جماعتوں نے اپنا 28واں جلسہ سالانہ منعقد کیا جو بہت کامیاب رہا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ جلسہ میں شرکت کے لئے مرکزی نمائندگان بھی تشریف لائے۔

حسب دستور جماعت احمدیہ لاس اینجلس ایسٹ، لاس اینجلس ان لینڈ اور لاس اینجلس ویسٹ نے اس جلسہ کے انتظامی امور اور مہمان نوازی کے فرائض ادا کئے۔ ان تاریخوں میں چونکہ کرسمس کی وجہ سے عیسائی دنیا میں ایک ہلچل، ولولہ اور شور ہوتا ہے ایسے میں ہمارا جلسہ سب کے لئے ازدیاد ایمان وعلم کا باعث بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں کے عربی، انگریزی اور اردو اخبارات میں جلسے کی خبریں مع تصاویر شائع ہوئیں۔

جلسہ کی تیاریاں:

اس جلسہ سالانہ کے لیے افسر جلسہ سالانہ مکرم ناصر نور صاحب، افسر جلسہ گاہ مکرم مظفر صدیقی صاحب، افسر خدمت خلق مکرم ڈاکٹر رانا بلال صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ اوران کی نیابت میں ریجنل قائد مکرم سید اکمل صاحب، لجنہ کی طرف سے ریجنل صدر لجنہ کو منتظمہ اعلیٰ مقرر کیا گیا۔

جلسہ کے انتظامات کا انسپکشن:

مورخہ 26 دسمبر 2013ء بروز جمعرات مکرم ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب نائب امیر امریکہ نے جلسہ کے انتظامات کا معائنہ کیا۔

ایک لازوال سعادت

یہ جماعت احمدیہ امریکہ کی سعادت ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج کے دن بیان فرمودہ اپنے خطبہ جمعہ میں جماعت احمدیہ امریکہ کی ویسٹ کوسٹ کے جلسہ کا ذکر فرمایا۔

جلسہ سالانہ کا تھیم تھا "قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون"۔ کامل مومن اپنی مراد کو پہنچ گئے وہ مومن جو اپنی نمازوں میں عاجزانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔

اس جلسہ کا باقاعدہ آغاز 26 دسمبر کو جمعۃ المبارک سے ہوا۔ پہلا سیشن شام 3 بج کر 10 منٹ پر شروع ہوا۔ جس میں تلاوت ونظم کے بعد مکرم محترم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ نے بذریعہ web streaming براہ راست خطاب کیا۔

اس جلسہ کے مختلف سیشنز میں جن مقررین نے تقاریر کیں ان میں مکرم محترم مولانا مبشر احمد صاحب بعنوان "اللہ تعالیٰ کی صفت غیب کا صحیح مفہوم"، مکرم وقاص ملک صاحب بعنوان "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارفع مقام خاتم النبیین"، برادر حسن حکیم صاحب نیشنل سیکرٹری دعوت الی اللہ بعنوان "دعوت الی اللہ ایک اہم فریضہ"، مکرم حارث ظفر صاحب آف پورٹ لینڈ بعنوان "دہریت ایک کھلا چیلنج اور اس کے سدباب کا طریق"، مکرم آفتاب جمیل صاحب بعنوان "تکبر"، مکرم ڈاکٹر رانا بلال احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بعنوان "فحشا ومنکر سے اجتناب"، مکرم رمضان الحق جٹالہ صاحب بعنوان "حضرت اقدس مسیح موعود کے رفقاء کرام کی غیر مشروط اطاعت"، مکرم شہزاد امجد صاحب بعنوان "صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان افروز واقعات"، مکرم میاں ظہیر الدین احمد صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن اور وقف عارضی بعنوان "قرآن کریم کی اہمیت اور برکات"، خاکسار شمشاد احمد ناصر بعنوان "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ"، مکرم شیخ سلمان احمد مربی سلسلہ بعنوان "خلافت احمدیہ قدرت ثانیہ کا ظہور، ہماری ذمہ داریاں اور فرائض" اور مکرم چوہدری سلیم اختر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا بعنوان "وقف زندگی کی اہمیت" شامل تھے۔

جلسہ کے دوسرے دن سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ لاس اینجلس کی کچھ جھلکیاں پیش کی گئیں۔

اس کے بعد لوکل جماعت کے پبلک ریلیشن کے سیکرٹری نے جلسہ پر تشریف لانے والے 25 غیر از جماعت مہمانان کرام کا تعارف کرایا۔ ان مہمانان کرام میں سے 5 نے حاضرین سے خطاب بھی کیا اور علاقہ اور ریجن میں جماعت احمدیہ کی کارکردگی اور خدمات کو سراہتے ہوئے خراج تحسین بھی پیش کیا۔ ان سب کو کچھ کتب بھی تحفۃً پیش کی گئیں۔ اس سیشن کی آخری تقریر مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب مشنری انچارج امریکہ نے کی۔

خواتین کا الگ پروگرام:

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز خواتین نے بھی ایک الگ پروگرام جلسہ سالانہ کا کیا۔ اس سیشن میں درج ذیل تقاریر ہوئیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی صفت "ستار" سعدیہ احمد صاحبہ۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام زمانوں کے لئے نمونہ، صادقہ رشید ملک صاحبہ۔ ۳۔ تقویٰ سب سے اچھا زاد راہ۔ بطور ماں اور بیوی ذمہ داریاں، نائلہ احمد۔

۴۔ اسلام کی کس بات نے مجھے اپنی طرف کھینچا۔ مسز ڈان احمد صاحبہ۔ ۵۔ عملی اصلاح حضرت مسیح موعود کا مشن۔ منصورہ سراجی صاحبہ۔

اس جلسہ میں 44 جماعتوں سے ایک ہزار کے قریب افراد شامل ہوئے جبکہ 5 ممالک کی نمائندگی تھی۔

جلسہ کے موقعہ پر ایک خوبصورت نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا جس کا تھیم تھا: "Peace Through Messiah"۔ یہ نمائش ہمارے مہمانوں نے بھی وزٹ کی اور اچھا اثر لے کر گئے۔ الحمدللہ

اس موقعہ پر روزانہ باقاعدہ نماز تہجد ادا کرنے کا التزام کیا گیا۔ نیز ایک بک سٹال، خواتین کی جانب بازار اور جلسہ کے دنوں میں اجلاسات کے اختتام پر بہت سی ورکشاپس جن میں رشتہ ناطہ، واقفین نو، جامعہ میں طلباء بھجوانے کے لئے تحریک، مالی امور اور شعبہ تعلیم وغیرہ کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جملہ افسران، نائب افسران اور منتظمین وناظمین ومعاونین ومعاونات سب نے احسن رنگ میں خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ سب کارکنان کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین۔

نماز جنازہ حاضر وغائب

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 27 فروری 2014ء بروز جمعرات قبل نماز ظہر مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر **مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم مرزا عطاء الرحمٰن صاحب مرحوم۔ یوکے)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ 21 فروری 2014ء کو 92 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت شیر محمد قریشی صاحب (آف نیروبی) صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ انتہائی نیک، پرہیزگار، غریب پرور، مہمان نواز، ذہین، سلیقہ شعار، شرم وحیا کی پیکر، ہر ایک سے حسن سلوک سے پیش آنے والی، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، چندہ جات میں باقاعدہ، بہت سی خوبیوں کی مالک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ گہرا وفا کا تعلق تھا۔ آپ 1972ء میں یوکے آئی تھیں۔ آپ کو افریقہ اور یوکے میں بہت سی بچیوں کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق ملی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر ولی احمد شاہ صاحب کی خالہ اور خوش دامن تھیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم حاجی صوبیدار خان عالم صاحب (آف کھوکھر غربی۔ گجرات۔ حال جرمنی)۔

11 جنوری 2014ء کو 83 سال کی عمر میں ہمبرگ میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو 1953ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے پہریدار کے طور پر اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے لندن میں قیام کے دوران کچھ عرصہ حفاظت خاص میں ڈیوٹی بجالانے کی سعادت ملی۔ مرحوم 1988ء میں جرمنی آئے اور یہاں Barmbek جماعت میں صدر حلقہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

(2) مکرم خواجہ فضل احمد صاحب (ربوہ)۔

21 فروری 2014ء کو 88 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت جمال دین صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دور خلافت میں تقریباً 8 سال حفاظت خاص میں خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ فرقان فورس میں بھی خدمت بجالاتے رہے۔ نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ غیر معمولی اخلاص کا تعلق تھا۔ چندہ جات کی ادائیگی بروقت اور باقاعدگی سے کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم عبدالوہاب صادق صاحب (مربی سلسلہ) نظارت دعوت الی اللہ ربوہ میں خدمت بجالا رہے ہیں۔

(3) مکرمہ جنت بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم راجہ محمد عبداللہ خان صاحب۔ ربوہ)۔

9 فروری 2014ء کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو لمبا عرصہ دولیا جٹاں ضلع کوٹلی آزاد کشمیر میں صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، دعاگو، خوش اخلاق، صلہ رحمی کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا اور ربوہ شفٹ ہونے پر مختلف وفود کے ساتھ گردونواح کے قصبوں میں جاکر تبلیغ کیا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ سات بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرم ڈاکٹر سید محسن احمد صاحب (کراچی)۔

13 فروری 2014ء کو مختصر علالت کے بعد 80 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت سید وزارت حسین صاحبؓ (آف بہار) صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ انگلستان سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد کراچی کے مختلف ہسپتالوں میں بچوں کی امراض کے ماہر ڈاکٹر کی حیثیت سے خدمت بجالاتے رہے۔ واقفین نو بچوں کے علاج پر خصوصی توجہ دیتے تھے۔ آپ کو فضل عمر ہسپتال کراچی اور احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن کراچی کے چیئرمین کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ یکم مارچ 2014ء بروز ہفتہ۔ صبح ساڑھے دس بجے **مکرم طاہر حفیظ صاحب (نائب قائد تبلیغ مجلس انصار اللہ یوکے)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرم طاہر حفیظ صاحب 26 فروری 2014ء کو 43 سال کی عمر میں بعارضہ کینسر وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ گزشتہ ایک سال سے مجلس انصار اللہ یوکے میں نائب قائد تبلیغ کی حیثیت سے خدمت بجالا رہے تھے۔ پورے ملک سے ہفتہ وار تبلیغی رپورٹس بڑی محنت سے اکٹھی کرکے پیش کیا کرتے تھے۔ بیماری کے دوران بھی اپنی اس ذمہ داری کو بڑی محنت اور اخلاص کے ساتھ سرانجام دیتے رہے۔ یوکے آنے سے قبل آپ کو لاہور میں مقامی اور ضلعی سطح پر بھی مختلف خدمات کی توفیق ملی۔ بہت نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ بہت محبت اور اخلاص کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والدین اور اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ فریدہ یاسمین صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد حنیف ورک صاحب۔ ربوہ)

25 نومبر 2013ء کو طویل علالت کے بعد 47 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے شادی سے قبل اپنے گاؤں میں لجنہ کی خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دعاگو، مہمان نواز، صابرہ وشاکرہ، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ امۃ السبوح صاحبہ (اہلیہ مکرم ملک عبدالسمیع خان صاحب آف شیخوپورہ)

10 فروری 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم ملک محمد دین صاحب اسیر راہ مولیٰ (شہید) کی بیٹی تھیں۔ آپ کو شیخوپورہ میں لمبا عرصہ اپنے حلقہ میں بڑے نیک جذبہ اور

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: اسلام کے اصولِ اطاعت

از صفحہ 4

اسلام کو ظاہر کردیں تو غیر ممالک میں ان کی ملازمتیں خطرے میں پڑ جاتی ہیں اور گزارے کی صورتیں ختم ہوجاتی ہیں، ان کی بھی مدد کی جاسکتی ہے۔

مؤلفۃ القلوب سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ کسی کو روپیہ دے کر اسلام کی طرف مائل کیا جائے۔ کیونکہ اسلام روپیہ دے کر لوگوں کو مسلمان بنانے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ اس کی ذاتی خوبیاں ہی اس کے پھیلانے کے لئے کافی ہیں۔

پانچویں مدّ فی الرّقاب بیان کی گئی ہے یعنی غلاموں کے آزاد کرانے میں بھی زکوٰۃ کا روپیہ خرچ کیا جاسکتا ہے۔ ابتدائے اسلام میں عرب میں غلامی کا رواج تھا اس لئے ان کے آزاد کروانے کا حکم تھا کیونکہ اسلام بیع و شراء والی غلامی کو مطلقاً حرام کرتا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے بھی ہیں کہ اگر کوئی جابر قوم ظالمانہ طور پر کسی کمزور قوم کو روند ڈالے اور اُن کے ملک پر قبضہ کرلے اور ان کو غلام بنالے تو کمزور قوم کی مدد کی جائے اور ان کو ظالموں کے ہاتھوں سے آزاد کرایا جائے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کا قرض ادا نہ کرسکنے کی صورت میں مصیبت میں مبتلا ہو تو اس کی زکوٰۃ کے مال سے گلوخلاصی کرائی جائے۔

چھٹی مدّ غارمین کی بیان کی گئی ہے۔ اس کی ذیل میں وہ لوگ آجاتے ہیں جن کو بعض اوقات ایسی رقوم ادا کرنی پڑجاتی ہیں جن کے براہ راست وہ ذمہ دار نہیں ہوتے۔ مثلاً کسی کی ضمانت دی اور جس کی ضمانت دی تھی وہ فوت ہوگیا یا کسی اور طرح سے غائب ہوگیا۔ تو ضامن کے پاس مال نہ ہوسکنے کی صورت میں اس کی امداد کی جاسکتی ہے۔

اسی طرح اس کی ذیل میں وہ تاجر بھی آسکتے ہیں جن کی تجارت ملک کے لئے مفید ہو۔ مگر کسی اتفاقی حادثہ کی وجہ سے ان کا نقصان ہوجائے اور تجارت بند ہوجانے کا خطرہ ہو۔ ایسی صورت میں حکومت کا فرض ہے کہ وہ ان لوگوں کو روپیہ دے تاکہ وہ اپنی تجارت کو بحال کرکے ملک کو فائدہ پہنچاسکیں۔

ساتویں مدّ فی سبیل اللہ کی ہے۔ اس مد میں وہ تمام کام شامل ہیں جو قومی یا ملکی تنظیم۔ استحکام۔ حفاظت یا ان کی ترقی کے لئے کئے جائیں۔ اس میں فوجیں بھی شامل ہیں اور تعلیم بھی شامل ہے۔ سڑکیں۔ ہسپتال اسی قسم کے وہ تمام کام جو صرف کسی فرد کے فائدہ کے لئے نہیں بلکہ تمام قوم کے فائدہ کے لئے ہوتے ہیں شامل ہیں۔

فقراء۔ مساکین۔ عاملین علیہا۔ مؤلفۃ القلوب اور غارمین کے ذکر میں درحقیقت فردی امداد کا ذکر ہے اور اس کے بعد ابن السبیل کا لفظ رکھ کر یہ بتایا گیا کہ بعض اوقات ایسے کام پیش آجاتے ہیں جو کسی فرد کی طرف منسوب نہیں کئے جاسکتے بلکہ قوم کی طرف یا ملک کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اور اس قسم کے کاموں میں اجتماعی خرچ ہوتا ہے جو ملک اور ملّت کے استحکام اور ترقی کے لئے کیا جانا ضروری ہوتا ہے۔ چونکہ ایسے خرچ کئی قسم کے ہوسکتے ہیں اس لئے اس کی تفصیل بیان نہیں کی بلکہ ایک مجمل اور جامع لفظ رکھ دیا تاکہ ضرورت پیش آنے پر ذمہ وار لوگ اس کو خرچ کرسکیں۔

آٹھویں مدّ ابن السبیل کی ہے۔ ابن السبیل کے معنے مسافر کے ہیں۔ یعنی مسافروں کی امداد کرنا حکومت کا فرض ہے۔ یعنی سڑکوں کا بنانا اور ان کی مرمّت وغیرہ کا خیال رکھنا۔ مسافر خانے اور ڈاک بنگلے بنانا۔ اپنے ملک میں سفر کرنے کے لئے معلومات اور سہولتیں بہم پہنچانا۔ اس کے متعلق لٹریچر شائع کرنا۔ تاکہ غیر ملکوں کے لوگ آئیں اور اسلامی حکومت کو دیکھیں اور مسلمان غیر مسلمانوں سے واقف ہوں اور غیر مسلمان مسلمانوں سے واقف ہوں۔ اور سیاحوں کے آنے کی وجہ سے ملک کی دولت بڑھے اور غیر ملکوں کے ساتھ تعلقات قائم ہونے کی وجہ سے اسلامی ملک کی ساکھ دوسرے ممالک میں قائم ہو اور بین الاقوامی تعلقات بہتر ہوں۔ گویا یہ سب اغراض ابن السبیل کی مدّ میں آجاتی ہیں۔

مذکورہ بالا تفصیل کو پیش نظر رکھ کر دیکھیں کہ اسلام نے صرف زکوٰۃ کا حکم نہیں دیا بلکہ بتایا کہ یہ حکم اپنے اندر گہرا فلسفہ رکھتا ہے اور یہ کہ اگر قوم صحیح طور پر اس حکم پر عمل پیرا رہے گی تو اس کے لئے بے شمار ترقی کے ذرائع کھلتے چلے جائیں گے۔

روزہ

''اسی طرح اسلام نے روزہ کا حکم دیا ہے۔ وہ فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِن قَبْلِكُمْ (بقرة:184) یعنی اے مسلمانو! تم پر روزے رکھنے فرض کئے گئے ہیں اور یہ کہ تم ایک مہینہ متواتر اکٹھے روزے رکھو۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہ حکم بے فائدہ نہیں۔ صرف اس لئے نہیں ہے کہ تم سارا دن بھوکے پیاسے رہو اور تکلیف اٹھاؤ۔ بلکہ یہ حکم اپنے اندر بہت سی حکمتوں کو لئے ہوئے ہے جو قوم کے لئے بہت سے مفید پہلو اپنے اندر رکھتی ہیں۔ چنانچہ اس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (بقرة:184) کہ ان روزوں کے نتیجہ میں تمہیں تقویٰ حاصل ہوجائے گا۔

تَتَّقُوْنَ کا لفظ قرآن کریم میں تین معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ (1) دکھوں سے بچنے کے معنے میں۔ (2) گناہ سے بچنے کے معنے میں اور (3) روحانیت کے اعلیٰ مدارج کے حاصل کرنے کے متعلق۔ پس اس لفظ کے ذریعہ روزہ کی تین حکمتیں بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیں۔

پہلی حکمت یہ ہے کہ انسان روزہ کے ذریعہ سے دکھوں سے بچ جاتا ہے۔ بظاہر یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ روزہ سے تو انسان اَور بھی تکلیف اٹھاتا ہے۔ کیونکہ سارا دن اس کی وجہ سے بھوکا پیاسا رہنا پڑتا ہے۔ مگر جب غور کیا جائے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ روزہ درحقیقت انسان کو دو سبق سکھاتا ہے۔ اوّل سبق یہ کہ مالدار لوگ جو سارا سال عمدہ غذائیں کھاتے رہتے ہیں اور ان کو فاقہ کی تکلیف کا علم نہیں ہوتا ان کو بھی معلوم ہو کہ فاقہ کیا ہوتا ہے اور وہ لوگ جو فاقوں میں مبتلا رہتے ہیں ان کو کیا تکلیف ہوتی ہے۔ گویا روزہ کے ذریعہ سے اپنے غریب بھائیوں کی حالت کا صحیح اندازہ ہوجاتا ہے اور ان کی ہمدردی کا جوش پیدا ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ قوم کی ترقی اور حفاظت ہوتا ہے۔ اور قوم کی حفاظت درحقیقت فرد کی حفاظت ہی ہوتی ہے۔

دوسرا سبق یہ ہے کہ اسلام چاہتا ہے کہ اس کے ماننے والے سست اور غافل نہ ہوجائیں بلکہ ان کے اندر مشقّت برداشت کرنے کی عادت قائم رہے۔ چنانچہ روزوں کے ذریعہ ہر سال مسلمانوں کی تربیت ہوتی رہتی ہے۔ گویا اسلام کے اس حکم پر چلنے والے کبھی عیاشی اور غفلت میں مبتلا ہوکر ہلاک نہیں ہوسکتے۔

دوسرا امر کہ روزوں سے انسان گناہ سے بچتا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ گناہ درحقیقت مادی لذّات کی طرف جھکنے کا نام ہے۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جب انسان کسی کام کا عادی ہوجائے تو وہ اس کو چھوڑ نہیں سکتا۔ مگر جب اس میں یہ طاقت ہو کہ اپنی مرضی پر اس کو چھوڑ بھی دے تو پھر وہ خواہش غلبہ نہیں پاتی۔ پس جب کوئی شخص روزوں میں ان تمام لذتوں کو جو اس کو بعض اوقات گناہ کی طرف کھینچتی ہیں خدا تعالیٰ کے لئے چھوڑ دیتا ہے اور ایک مہینہ تک برابر اپنے نفس پر قابو پانے کی عادت ڈالتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ان لالچوں کا مقابلہ آسانی سے کرسکتا ہے جو اُسے گناہ کی طرف کھینچتے ہیں۔

پھر تقویٰ کے قیام میں روزوں سے اس طرح مدد ملتی ہے کہ ان دنوں میں چونکہ روزوں کے ساتھ تہجّد کا بھی التزام کرنا پڑتا ہے اس لئے دعاؤں اور عبادت کا زیادہ موقع مل جاتا ہے۔ نیز جب بندہ خدا تعالیٰ کے لئے اپنے آرام کو چھوڑتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کی روح کو طاقت بخشتا ہے۔

پھر روزہ کی ایک اور حکمت اللہ تعالیٰ ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (البقرة:186) کہ تم پر روزہ اس لئے فرض کیا گیا ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اظہار کرو۔ اس وجہ سے کہ اس نے تم کو سچا راستہ دکھایا ہے اور تاکہ تم میں شکر کرنے کا مادہ پیدا ہو۔ یعنی ایک فائدہ تو یہ ہے کہ سارا دن کھانے پینے کے مشاغل سے فارغ رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کا زیادہ سے زیادہ موقعہ مل سکے گا۔ دوسرے بھوک کی تکلیف محسوس کرکے تمہارے اندر شکر گزاری کا مادہ پیدا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سال بھر بھوکے رہنے کی تکلیف سے بچائے رکھا ہے۔

حج

(۳) اسی طرح حج ہے۔ اس عبادت کی اغراض بھی روزے سے ملتی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے وطن چھوڑنے کی عادت ڈالنی اور اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے الگ ہونے کا خوگر ہونا اور عالمی و بین الاقوامی اخوّت کے احساس کو پیدا کرنا اور مضبوط کرنا۔ علاوہ ازیں قرآن کریم نے اس کی یہ حکمت بھی بتائی ہے کہ اس عبادت سے شعائراللہ کی عظمت پیدا ہوتی ہے اور ان کی یاد تازہ رہتی ہے۔ حج دراصل اس واقعہ کی یاد تازہ کرتا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جنگل میں چھوڑ دینے کے سبب سے پیش آیا۔ اور دوسرے خانہ کعبہ کی نسبت قرآن کریم فرماتا ہے کہ وہ سب سے پہلا گھر ہے جو خدائے واحد کی عبادت کے لئے بنایا گیا۔ پس حج میں جاکر انسان کے سامنے وہ نقشہ کھنچ جاتا ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ کے لئے قربانی کرنے والے بچائے جاتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ عزت دیتا ہے اور حج کرنے والے کے دل میں خدا کا جلال اور اس کی ذات کا یقین بڑھتا ہے۔ دوسرے وہ اپنے آپ کو اس گھر میں دیکھ کر جو ابتدائے دنیا سے خدا تعالیٰ کی یاد کے لئے بنایا گیا ہے ایک عجیب روحانی تعلق ان لوگوں سے پاتا ہے جو ہزاروں سال سے اس روحانی مسلک میں پروئے چلے آتے ہیں جس میں یہ شخص پرویا ہوا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی یاد اور اس کی محبت کا رشتہ جو سب کو باندھے ہوئے ہے خواہ پرانے ہوں یا نئے۔

غرض اسلام نے عبادات کا صرف حکم ہی نہیں دیا۔ بلکہ ان کی حکمت بھی بیان کی ہے اور بتایا ہے کہ تمام عبادات انسان کے فائدہ کے لئے مقرر کی گئی ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی حکومت منوانے کے لئے ان کا حکم نہیں دیا۔ جب یہ صورت ہے تو پھر عبادت کرنے والے کے دل میں کیوں بشاشت پیدا نہ ہوگی۔ اور کیوں وہ خوشی سے ہر ایک حکم پر عمل نہیں کرے گا؟

قرآن مجید کے علاوہ دوسری الہامی کتب کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے شریعت کو ایک چٹّی کے طور پر پیش کیا ہے۔ وید تو بالکل پردوں تلے ہیں اُن سے شریعت کا کوئی پتہ نہیں لگتا۔ تورات، ژنداوستا کو پڑھنے سے یہ تو پتہ چلتا ہے کہ ان میں شریعت موجود ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے شریعت اس لئے نہیں کہ اس میں انسان کا نفع ہے بلکہ اس لئے ہے کہ خدا یوں چاہتا ہے جس کی وجہ سے شریعت کی اصل غرض جو اصلاحِ نفس ہے فوت ہوجاتی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان میں بعض احکام ایسے بھی ہیں جو انسان کے نفع کے لئے ہیں۔ لیکن اتفاقی طور پر کسی ایسے حکم کا نکل آنا اور بات ہے یہ صرف قرآن کریم نے ہی بتایا ہے کہ سب احکام انسان کے فائدہ کے لئے ہیں۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: نمازجنازہ حاضر وغائب

از صفحہ 15

اخلاص کے ساتھ خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ چندہ جات کی ادائیگی اور مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتی تھیں۔ خلافت سے نہایت اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرم منور احمد خان صاحب (راولپنڈی)

10/اکتوبر 2013ء کو وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ضلع ساہیوال اور پاکستان میں ناظم انصاراللہ کے طور پر خدمت بجالانے کے علاوہ آپ کو ضلع ساہیوال میں سیکرٹری اصلاح وارشاد اور ساہیوال شہر میں سیکرٹری امور عامہ نیز پاکپتن میں صدر جماعت کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم پرجوش داعی الی اللہ تھے۔ 13/اگست 2003ء کو نماز فجر کے بعد کسی دشمن احمدیت نے حملہ کرکے انہیں شدید زخمی کردیا تھا مگر خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر شفاء عطا فرمائی۔ اس واقعہ کے بعد آپ راولپنڈی شفٹ ہوگئے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹے ہیں۔

(4) مکرمہ مبارکہ فرحت صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد حسین صاحب مرحوم۔ مالی ناصر آباد سندھ)

19/فروری 2014ء کو مختصر علالت کے بعد 86 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ نے مقامی جماعت میں صدر لجنہ اور جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ قرآن کریم سے بہت لگاؤ تھا۔ سندھ اور ربوہ میں بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ پڑھاتی رہیں۔ صوم وصلوۃ کی پابند، تہجد گزار، چندوں میں باقاعدہ، بہت مخلص اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ خلافت سے بڑا پیار اور عشق کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2013ء-2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر121)

حضرت اقدس مصلح موعودرضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ہو فضل تیرا یارَب یا کوئی ابتلا ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو
مٹ جاؤں مَیں تو اس کی پَروا نہیں کچھ بھی
میری فَنا سے حاصل گر دین کو بقا ہو
شیطان کی حکومت مٹ جائے اِس جہاں سے
حاکم تمام دنیا پہ میرا مصطفےٰ ہو

(کلامِ محمود شائع کردہ نظارت نشرواشاعت قادیان صفحہ 358)

قارئین الفضل کی خدمت میں دسمبر 2013ء اور جنوری 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والے افسوسناک واقعات میں سے کچھ کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

مذہب کی آڑ میں سیاسی فوائد

چنیوٹ؛ دسمبر 2013ء: مولوی الیاس چنیوٹی نے گڑھا محلّہ چنیوٹ کی جامعہ مسجد صدیق اکبر میں ایک خطبہ جمعہ دیا۔ یہ ملّاں پاکستان مسلم لیگ (ن) کا ایک سرگرم کارکن اور اپنے علاقہ سے اسی سیاسی جماعت کے ٹکٹ پر صوبائی اسمبلی کا منتخب شدہ ممبر ہے۔

اس خطبہ میں اس ملّاں نے بنگلہ دیش میں ملّاں عبدالقادر کو دی جانے والی پھانسی کی سزا کی مذمت کی۔ ملّاں عبدالقادر پر 1971ء کے دوران بنگلہ دیش میں پیدا ہونے والے افسوسناک حالات کے دوران سینکڑوں معصوم اور نہتے افراد کے قتل، فساد اور زنا بالجبر وغیرہ کے الزامات تھے۔ ملّاں الیاس چنیوٹی نے بزعمِ خود پاکستانی عوام کی جانب سے بنگلہ دیش کی حکومت سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ ملّاں قادر کے گھر والوں سے معافی مانگے۔

اس نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ حکومتِ پاکستان احمدیوں کو ان کے قومیائے جانے والے ادارہ جات واپس کرنے پر غور کر رہی ہے۔ ”ہمارا مطالبہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ان ادارہ جات میں پڑھنے والے اکثر طلباء قادیانی نہیں ہیں۔ اور یہ کہ قادیانی اسلام اور پاکستان دونوں کے دشمن ہیں۔ انہوں نے ابھی تک پاکستان کی اسٹیٹ کو تسلیم ہی نہیں کیا۔ وہ ہر وقت پاکستان کے خلاف سازشوں میں سرگرم عمل ہیں۔ علمائے کرام اور مسلمان اس بات کو قطعاً برداشت نہیں کریں گے (کہ احمدیوں کو ان کے ادارہ جات واپس کردیے جائیں)۔“

احمدیہ مسجد کو نذرِ آتش کرنے کی کوشش

حیدرآباد؛ 23/ جنوری 2014ء: گوٹھ لاشاری میں واقع احمدیہ مسجد کو چند نامعلوم افراد نے نذرِ آتش کرنے کی کوشش کی۔ یہ شرپسند لوگ رات کے کسی پہر اس مسجد کی شمالی دیوار سے اندر کودے جس کے اوپر خاردار تار بھی لگی ہوئی تھی۔ یہ لوگ اپنے ہمراہ پٹرول لے کر آئے تھے۔ جسے چھڑک کر انہوں نے آگ لگانے کی کوشش کی۔ اس واقعہ میں مسجد کے ایک دروازے کو آگ لگ گئی اور اس کا کچھ حصہ جل گیا لیکن معجزانہ طور پر مسجد بالکل محفوظ رہی۔ اگلی صبح پولیس کو اس سانحہ کی رپورٹ کی گئی۔ اس واقعہ کے بعد ایک دھمکی آمیز خط مسجد سے ملا جس میں مستعمل نازیبا الفاظ کی وجہ سے اسے یہاں من وعن درج کرنا ممکن نہیں۔ خلاصۃً اس میں درج تھا کہ 'ہم نے اس علاقہ میں احمدیوں کی سرگرمیوں کو بہت برداشت کیا لیکن اب ایسا کرنا ممکن نہیں! بہتر ہے کہ تم لوگ خود ہی اپنے آپ کو قتل کرلو بصورتِ دیگر تمہیں قتل کردیا جائے گا۔ آج ہم نے آگ لگانے کی کوشش کی ہے، کل ہم اور بہت کچھ کرسکتے ہیں۔ تم سب کافر ہو۔ یہاں سے کہیں دور چلے جاؤ۔ ہم تمہیں آخری وارننگ دیتے ہیں، اسلام قبول کرلو یا اپنے کفن دفن کا انتظام کررکھو۔'

اس واقعہ کے بعد علاقہ کے احمدیوں نے مزید بہتر حفاظتی انتظامات کرلیے ہیں۔

ایک سخت نقصان سے بچت

لاہور؛ جنوری 2014ء: مکرم صادق احمد صاحب اعظم کلاتھ مارکیٹ میں کاروبار کرتے ہیں۔ ایک ملّاں گاہک کے روپ میں ان کی دکان پر گیا اور کپڑے کے نرخ معلوم کرنے لگا۔ گاہکوں کا رش ہونے کی وجہ سے صادق صاحب نے اپنے سیلز مین کو اس ملّاں کی مطلوبہ چیزیں دکھانے کا کہہ دیا جس پر وہ ملازم اسے لے کر اوپر والی منزل پر واقع گودام میں چلا گیا۔ وہ دونوں لگ بھگ آدھ گھنٹے بعد واپس لوٹے۔ ملّاں یہ کہتے ہوئے کہ اس کا کزن سودا کرنے آئے گا چلا گیا۔ صادق صاحب نے جب اس ملازم سے اتنی دیر اوپر ٹھہرنے کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ ملّاں نے اوپر نماز پڑھنا شروع کردی تھی۔

یہ ملّاں کوئی آدھ گھنٹے بعد واپس آیا اور دکان کے پاس واقع ایک نکڑ پر کھڑا ہوکر اپنے موبائل سے کچھ تصاویر بنانے لگ گیا۔ صادق صاحب نے اس ملّاں کے مشکوک رویہ پر اسے بلاکر اس سے موبائل مانگا۔ ملّاں نے گھبراتے ہوئے انہیں اپنا موبائل فون دے دیا۔ اس فون میں صادق صاحب کی دکان اور اس کے محلِ وقوع کی کچھ تصاویر موجود تھیں۔ مزید برآں اس فون سے اس ملّاں نے کسی ابراھیم نامی شخص کو ایس ایم ایس بھیج رکھے تھے۔ مزید پوچھ گچھ پر اس نے بتایا کہ یہ ملّاں پرائمری جماعت تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد افغانستان کے ایک مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتا رہا ہے۔ صادق صاحب نے جب اس ملّاں کی تصویر اپنے موبائل فون سے لی تو وہ فوراً ہی وہاں سے چلا گیا۔

صادق صاحب اس سے قبل لاہور کے ایک احمدی ہومیو پیتھ ڈاکٹر مسعود صاحب پر بنائے گئے ایک جھوٹے مقدمے کے پیشِ نظر محتاط تھے۔ عین ممکن ہے کہ اس احتیاط کی بنا پر وہ کسی بڑی مصیبت سے بچ گئے ہوں۔

دھمکی آمیز خط

لاہور؛ جنوری 2014ء: لاہور کے علاقہ شاہدرہ کے رہائشی مکرم رانا محمد اکرم صاحب کو ایک دھمکی آمیز خط موصول ہوا جس میں خلاصۃً یہ درج ہے کہ 'ہماری کئی دفعہ کی تنبیہہ کے باوجود تم نے توبہ نہیں کی۔ ہم تمہاری ہر نقل وحرکت پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ تمہیں ایک اور موقع دیا جارہا ہے، اگر پندرہ روز کے اندر اندر تم نے اپنی اصلاح نہ کی یا اس علاقہ کو چھوڑ نہ دیا تو ہم تمہیں ہر اس شخص کے لیے جو احمدیت قبول کرنے کا سوچ بھی رہا ہے ایک عبرت بنادیں گے۔ ہمیں پاکستان سے اسی فتنہ (احمدیت) کو ختم کرکے رہنا ہے اور ہم چن چن کے تمام احمدیوں کو قتل کردیں گے کیونکہ پاکستان کے قانون کے مطابق تمام احمدی واجب القتل ٹھہرتے ہیں۔ یہ تمہارے لیے ہماری آخری وارننگ ہے۔ اس کے بعد تمہارے ساتھ جو ہوگا اسے پوری دنیا دیکھے گی۔'

اینٹی احمدی ریلیاں

چکوال؛ 14/ جنوری 2014ء: ضلع چکوال کے مختلف علاقوں میں بارہ ربیع الاوّل کے مقدّس دن احمدیوں کے خلاف جلوس نکالے گئے۔ دوالمیال میں نکالے جانے والے ایسے ہی ایک جلوس میں احمدیوں کے خلاف نہایت ادنیٰ درجہ کی زبان استعمال کی گئی۔ انہوں نے ایک ملّاں کو جس کا نام علاؤالدین بتایا جاتا ہے حافظ آباد سے خصوصی طور پر اس مقصد کے لیے بلا رکھا تھا۔ اس بدبخت نے حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف دریدہ دہنی کرتے ہوئے اپنی شقاوتِ قلب پر مہرِ تصدیق ثبت کردی۔ مزید برآں جلوس میں شامل عوام کے جذبات کو جھوٹی سچی باتیں کرکے احمدیوں کے خلاف ابھارتے ہوئے ان سے عہد لیا کہ وہ سب احمدیوں سے بائیکاٹ کریں گے۔

وارا، ضلع لاڑکانہ؛ 14/ جنوری 2014ء: یہاں ملّاں نے میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس دن حسبِ معمول اینٹی احمدیہ جلسہ کیا جس کے بعد ایک جلوس نکالا گیا۔ اس تمام کارروائی میں نوسو کے قریب لوگ شامل ہوئے۔ اس جلسہ میں دور دور سے ملّاؤں کو تقریر کرنے کے لیے بلایا گیا تھا۔ ایک مقرّر نے کہا کہ 'اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم سے اس وقت تک ناراض رہیں گے جب تک کہ وارا کے علاقہ میں ایک بھی احمدی موجود ہے!' ایک اور 'خطیب' کا کہنا تھا کہ 'ایسا مسلمان جو کسی قادیانی کو کیفرِ کردار تک پہنچائے گا اللہ تعالیٰ کی جناب سے جنت میں ایک مقام پائے گا۔' اس مجمع میں شامل عوام کالانعام ان جذباتی لیکن بے بنیاد اور بے لگام تقاریر پر پُرجوش نعرے لگاتے رہے۔

ملّاں اور انتظامیہ کی آنکھ مچولی

لاہور: پاکستانی ملّاں نے حکومت کی رِٹ کو قریباً ختم ہی کردیا ہے۔ ذیل میں انتظامیہ اور ملّاں کے درمیان ہونے والے ایک 'آنکھ مچولی' کا ذکر کیا جاتا ہے جسے ملّاں زاہد الراشدی بڑے فخر کے ساتھ اپنے ایک کالم مطبوعہ روزنامہ پاکستان 16/ جنوری 2014ء میں بیان کرتا ہے۔ کچھ حصے پیش ہیں:

'آنکھ مچولی' کی کھیل سے میرے ذہن میں ایک واقعہ آگیا اور میں اپنے قارئین کے فائدہ کے لیے اسے یہاں درج کیے دیتا ہوں۔ یہ واقعہ 1984ء میں چلنے والی تحریکِ ختمِ نبوّت کے دوران پیش آیا... مولانا ضیاء القاسمی... اس تحریک کے راہنماؤں میں سے ایک تھے... میں اس تحریک کا سیکرٹری اطلاعات تھا۔ اس تحریک کا مرکز سیالکوٹ تھا اس لیے مجھے اکثر اوقات وہاں جانا پڑتا تھا۔ وہاں کی ضلعی انتظامیہ نے میرے اور مولانا ضیاء القاسمی کے سیالکوٹ میں داخلے پر پابندی لگا رکھی تھی...

میں نے ضلعی انتظامیہ کے اس حکم کو وصول کرنے سے انکار کردیا تھا اس لیے مجھے 'اشتہاری' قرار دے دیا گیا۔ 'اشتہاری' ایک ایسے مجرم کو کہا جاتا ہے جسے عام ذرائع کے ذریعے رابطہ نہ کیا جاسکے اس لیے اس تک حکم کو ایک اعلان کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے اور اسے متنبہ کیا جاتا ہے کہ اس حکم کی پیروی ہو بصورتِ دیگر اسے نتائج بھگتنا پڑیں گے۔ اس حکمنامہ پر متعلقہ افسر کے دستخط ہوتے ہیں اور پھر اسے اس 'اشتہاری' کے دروازے پر چسپاں کردیا جاتا ہے...

ایک پولیس والا جب یہ حکمنامہ لے کر آیا تو میں اس وقت گوجرانوالہ کی جامع مسجد میں اپنے دفتر میں بیٹھا تھا۔ میں نے وہ حکم نامہ وصول کرنے سے انکار کیا تو اس پولیس والے نے کہا کہ بصورتِ دیگر مجھے یہ کاغذ آپ کے آفس کے دروازے پر چسپاں کرنا پڑے گا۔ جس پر میں نے کہا 'جیسی تمہاری مرضی'۔ پھر وہ باہر گیا اور یہ کہتے ہوئے واپس آیا کہ میرے پاس اسے چسپاں کرنے کے لیے گوند نہیں ہے۔ میں نے اپنے دراز سے گوند نکال کردی۔ چنانچہ اس نے اس اعلان کے میرے دفتر کے دروازے پر چسپاں کیا اور وہاں سے چلتا بنا جبکہ کچھ ہی دیر بعد میں نے اس کاغذ کو وہاں سے اتار کر اپنی فائل میں رکھ لیا...

خلاصہ کلام یہ ہے اس طرح ہماری پالیسی تھی کہ ہم حکومتی انتظامیہ سے آنکھ مچولی کھیلتے تھے۔ کبھی ہم اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کردیتے اور کبھی گرفتاری سے بچنے کے لیے کوششیں کرتے۔ یہ ایک لمبی کہانی ہے اور اس پر تو ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے...'

دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا ملک ہو جہاں انتظامیہ اور مجرم اس ملّاں کے بتائے ہوئے طریق کار کے مطابق آنکھ مچولی کھیلتے نظر آتے ہوں گے۔ مندرجہ بالا کہانی کے وقوع پذیر ہونے سے تیس سال قبل معزز جج صاحبان نے 1953ء میں پنجاب میں ہونے والے فسادات کی رپورٹ میں تحریر کیا تھا کہ ”ہمارا خیال ہے کہ احراریوں (جو کہ اس ملّاں زاہد الراشدی کے بزرگان میں سے تھے) کے ساتھ اپنوں کی طرح جبکہ احمدیوں کے ساتھ غیروں کا سا سلوک روا رکھا گیا۔ احرار کا حال ایک ایسے بگڑے ہوئے بچے کا سا ہے جسے اس کا باپ سختی سے منع کرتا ہے کہ اگر اس نے کسی اجنبی سے الجھا تو وہ اسے سزا دے گا، لیکن وہ بچہ یہ بات جانتے ہوئے کہ اس کا باپ اسے سزا نہیں دے گا ایک مرتبہ پھر اجنبی سے الجھتا اور ان سے لڑائی کرتا ہے۔ اور وہ باپ اس بات کے پیشِ نظر کہ اس بچے کی یہ حرکت دنیا والے دیکھ رہے ہیں اپنے بچے کو سزا دیتا تو ہے، لیکن بہت نرمی سے۔“

مندرجہ بالا کہانی کے وقوع پذیر ہونے پر تیس سال گزرنے کے بعد انتظامیہ کے رویہ میں قطعاً کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی۔ اب تو یہ حال ہے کہ دیوبندی، احراری ہوں یا طالبان یہ سب کارروائیں پہلے سے بڑھ کر کرتے ہیں جبکہ انتظامیہ ملّاں پر 'نرمی' سے بھی ہاتھ نہیں ڈالتی کیونکہ یہ ان کے 'اپنے' ہیں۔ انتظامیہ کے پاس سب سے بہترین پالیسی جو موجود ہے وہ صرف یہ ہے کہ مجرموں سے صلح صفائی کروا دی جائے، لیکن اس مرتبہ شکار صرف احمدی نہیں بلکہ پاکستان کی پوری قوم ہے۔

مذہب کے نام پر 'تکلیف'

ڈسکہ، ضلع سیالکوٹ؛ جنوری 2014ء: ظفر احمد ججہ صاحب کوٹ آغا میں ڈسکہ کورٹ میں اشٹام فروش کا کام کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ کام کرنے والے بار ایسوسی ایشن دیگر کلرکوں نے بغیر کسی نام کے ان کے خلاف کرپشن کا الزام لگا کر ایک درخواست دائر کردی۔ انتظامیہ نے اس پر انکوائری کروائی تو وہ معصوم نکلے۔ اس سے قبل بھی ایسے دو واقعات ہوچکے ہیں۔ ظفر صاحب آئے دن کی ان شکایتوں سے بہت تنگ ہیں جن سے ان کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور انہیں خوامخواہ اپنی صفائی پیش کرنا پڑتی ہے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

مکرم سردار رشید احمد قیصرانی صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 10/اگست 2010ء میں مکرم اسفندیار منیب صاحب کے قلم سے اردو زبان کے ایک بلند پایہ شاعر محترم رشید قیصرانی صاحب کا تعارف اور آپ کے کلام پر تبصرہ شامل اشاعت ہے۔

محترم رشید قیصرانی کا تعلق ڈیرہ غازی خان کے مشہور بلوچ قبیلے قیصرانی کے سردار گھرانے سے تھا۔ آپ نے شاعری کالج کے زمانہ سے ہی شروع کی۔ آپ نہ صرف اردو غزل میں ملک کے صف اوّل کے شاعروں میں شمار ہوتے ہیں بلکہ آپ کا نام اردو ادب کا بھی ایک مقبول نام ہے۔ مشہور نقّاد ڈاکٹر عابد حسین صاحب نے 1955ء میں اردو ادب کی تاریخ لکھتے ہوئے رشید قیصرانی صاحب کو پاکستان کی غزل کی آواز قرار دیا ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر اختر ارینوی صاحب نے، ڈاکٹر انور سدید صاحب نے تاریخ ادب اردو میں خاص طور پر ان کا نام مرقوم کیا اور ان کی خدماتِ ادب کو سراہا ہے۔ اسی طرح ملک کے دیگر نامور ادیبوں اور شاعروں نے ان کے فن اور شخصیت پر مضامین لکھے ہیں، جن کو خالد اقبال یاسر اور جلیل حیدر لاشاری نے یکجا کرکے ''رشید قیصرانی فن اور شخصیت'' کے نام سے ایک کتاب کی صورت میں شائع کروایا۔

رشید قیصرانی صاحب کے پانچ شعری مجموعے شائع ہوئے: 'فصیل لب'، 'صدیوں کا سفر تھا'، 'نین جزیرے'، 'سجدے' اور 'کنار زمین تک'۔ پھر ملک کی سیاسی، سماجی اور معاشرتی صورتحال پر آپ کی کتاب Thought of the day بھی شائع ہوئی جسے بڑی پذیرائی ملی۔ آپ کے اخباری کالم اور مضامین پر مشتمل ایک کتاب ''یہ کیا ہے، یہ کیوں ہے'' کے نام سے بھی شائع شدہ ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر سجاد باقر رضوی صاحب کو آپ کا یہ شعر بہت پسند تھا:

نکلا ہوں لفظ لفظ سے مَیں ڈوب ڈوب کر
یہ تیرا خط ہے یا کوئی دریا چڑھا ہوا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 11/اپریل 1997ء کی اردو کلاس میں قیصرانی صاحب کی ایک نظم پڑھے جانے پر آپ کا اور آپ کے خاندان کا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا کہ قیصرانی خاندان کے بزرگ سردار نے حضرت مسیح موعودؑ کی اس وقت بیعت کی جبکہ بہت مشکل تھا خاص طور پر ڈیرہ غازی خان جیسے علاقہ میں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو دماغ اچھے دیے ہیں۔ جتنے بھی بلوچ ہیں وہاں کے بہت ذہین اور قابل لوگ ہیں۔ جب پڑھائی کریں تو پھر اچھا چمکتے ہیں۔ ان کے جس سردار نے حضرت مسیح موعودؑ کو مان لیا تھا وہ بہت بہادر اور بہت مخلص تھے۔ انگریزوں نے جو مختلف خاندانوں کو مقام دیئے ہوئے تھے ان میں قیصرانی سرداروں کا مقام ہمارے خاندان سے آگے تھا۔ قادیان کا خاندان تو پہلے ہی لٹ پٹ چکا تھا اور اس کے اردگرد کوئی آبادی ایسی نہ تھی جو اس خاندان کو سپورٹ دے۔ سکھ تھے سارے۔ مگر قیصرانی قبیلہ تھا پورے کا پورا اور جب وائسرائے کا دربار لگتا تو ان کو آگے کرسی ملتی تھی اور جو ہمارے آباء و اجداد کے خاندان کو نسبتاً پیچھے کرسی ملتی تھی۔ تو غالباً پرنس آف ویلز یا کوئی اَور شہزادے آئے تھے۔ بڑے اہتمام اور شان و شوکت سے ایک دربار بلایا گیا جس میں تمام پنجاب کے جو معزز خاندان تھے جو پنجاب چیفس کہلاتے تھے، ان سب کو دعوت دی گئی اور ان کی کرسیاں حکومت کے لحاظ سے ترتیب سے لگائی گئی تھیں۔ کرسیوں کی قطاریں ان خاندانوں کے انگریزوں کی نظر میں مقام کو بھی ظاہر کرتی تھیں۔ بہت سلیقے سے دربار سجا ہوا تھا اور حضرت مصلح موعودؓ بھی مدعو تھے اور ایسا اہم موقع تھا کہ لوگوں نے مشورہ دیا کہ آپ ضرور جائیں۔ قیصرانی سردار کی کرسی آگے تھی اور کچھ پیچھے ہٹ کر حضرت مصلح موعودؓ کی کرسی تھی۔ اب انگریزوں نے مذہب کے لحاظ سے تو کوئی عزت نہیں دینی تھی، ان کو پرواہ بھی کوئی نہیں تھی، لیکن خاندانی مقام کے لحاظ سے انہوں نے ٹھیک کیا۔ رشید قیصرانی صاحب کے تایا حضرت سردار امام بخش قیصرانی صاحب کی نظر پڑ گئی کہ حضرت مصلح موعودؓ پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے فوراً اپنی کرسی موڑی اور وائسرائے اور شہزادے کی طرف پیٹھ کردی۔ اور حضرت مصلح موعودؓ کی طرف منہ کرلیا۔ سرداروں کا یہ ایک دستور ہے کہ اکٹھے رہتے ہیں اور ان میں سے کوئی معزز آدمی حرکت کرے تو دوسرے نہ کریں تو وہ سمجھتے ہیں کہ وہ پھٹ گئے ہیں تو جتنے بھی ڈیرہ غازی خان کے معززین سردار تھے اُن سب نے اپنی کرسیاں پھیرلیں اور حضرت مصلح موعودؓ کی طرف منہ اور پیٹھ اس طرف۔ وائسرائے گھبرا گیا اس نے سمجھا کہ بغاوت ہونے والی ہے کوئی۔ اتنی عجیب حرکت!۔ اس نے فوراً آدمی دوڑایا کہ کیا ہوا ہے۔ کوئی ناراضگی ہوئی تو ہمیں بتائیں۔ اس نے کہا کہ ناراضگی تو کوئی نہیں مگر یہ میرا روحانی پیر ہے اور میرے نزدیک یہ زیادہ معزز ہے۔ مَیں اس کی طرف پیٹھ نہیں کرسکتا، تمہاری طرف کرسکتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا کوئی مسئلہ نہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کی کرسی وہاں سے اٹھوائی، اگلی صف میں ساتھ کی تو پھر وہ سارے سیدھے ہوگئے۔ یہ ہے قیصرانی قبیلے کی داستان جو ہمیشہ یاد رہے گی۔ ان کی بہادری ان کا اخلاص ......۔ یہ (رشید قیصرانی) ایئرفورس میں ہوا کرتے تھے۔ ہمارے کالج کے ربوہ کے پڑھے ہوئے۔ آغاز ہی سے ان کو اردو ادب کا بہت ملکہ اور ذوق تھا اور ان کا کلام باقی سب سے ایک الگ حیثیت رکھتا تھا۔ بہت اعلیٰ درجہ کا کلام بچپن سے ہی کہتے تھے۔ اس لیے مَیں ان کا سرسری واقف تھا مگر شروع سے ہی ان کا کلام مجھے بہت پسند تھا۔ اب انہوں نے مجھے اپنی کتاب بھی بھیجی ہے اور ایک اخبار میں بھی ان کا کلام چھپا ہوا دیکھا۔ ایک ان کی نظم ہے پاکستان کے اوپر۔ پاکستان ڈے کی خوشی میں جتنی بھی مَیں نے اس مضمون پر نظمیں دیکھی ہیں میرے نزدیک رشید قیصرانی صاحب کی نظم سب سے اونچی ہے۔ اَور بھی ہوں گی مگر میرے علم میں نہیں۔ مجھے تو ان کی سب سے زیادہ پسند ہے:

تری طلب تری خوشبو ترا نمو بولے
مرے وطن مری رگ رگ میں صرف تو بولے

حضورؒ نے 24/ مارچ 1999ء کی اردو کلاس میں بھی مکرم رشید قیصرانی صاحب اور آپ کے خاندان کا ذکر کرتے ہوئے مذکورہ بالا واقعہ دہرایا۔ نیز فرمایا کہ یہ ہمارے ایک بہت ہی مخلص قیصرانی قبیلے کے سردار کے بیٹے ہیں یعنی سردار شیر بہادر خاں صاحب کے۔ ڈیرہ غازی خان کا قیصرانی ایک بہت بااثر اور بڑے رسوخ والا قبیلہ ہے۔ سردار شیر بہادر خان قیصرانی قبیلہ کے سردار تھے جن کو آپ کے بڑے بھائی سردار امام بخش کے ذریعے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی توفیق ملی تھی جو اس قبیلے میں سب سے پہلے احمدی ہوئے تھے۔ یہ وہ خاندان ہے قیصرانی، جو وہاں حضرت اماں جانؓ کے گھر میں یہ لوگ ٹھہرے بھی رہے ہیں اور ان کی خواتین وہیں اماں جانؓ کے پاس بے تکلف بیٹھا کرتی تھیں۔ ......رشید المنار کے ایڈیٹر بھی ہوا کرتے تھے۔ مباحثوں میں ٹی آئی کالج کی طرف سے نمائندگی کرتے تھے۔ بہت اچھی تقریر کیا کرتے تھے اور بہت اچھی نظم کہتے تھے اور نظم پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے شعری مجموعوں کے بڑے رومانٹک نام رکھے ہوئے ہیں اور ہیں بھی رومانٹک ہی۔

ذیل میں محترم رشید قیصرانی صاحب کے کلام سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔ پہلے **حمدیہ کلام:**

مرے دل میں سوزِ نہاں بھی تو
مرے لب پہ حرف عیاں بھی تو
ہے ازل سے تا بہ ابد بھی تو
ہے کراں سے تا بہ کراں بھی تو

....

اک میں کہ ترا ایک اشارہ مری ہستی
اک تو کہ ترا نام مرا آبِ بقا ہے
اک میں کہ فقط لمحۂ موجود کا باسی
اک تو کہ ازل تا بہ ابد چہرہ کشا ہے

نعتیہ کلام

ہم نے بادل کبھی سایہ کبھی دریا لکھا
غم کے صحرا میں تجھے جانے کیا کیا لکھا
تُو تو سب کا ہے، سبھی چاہنے والے تیرے
ہم نے لیکن تجھے اپنا فقط اپنا لکھا

منقبت حضرت مسیح موعودؑ

وہی تو تھا کہ جو سلطانِ حرف وحکمت تھا
قلم کرشمہ تھا اور حرف معجزے اس کے
وہ عکسِ یار تھا اور آئینہ نما بھی تھا
نرالی شان انوکھے تھے مرتبے اس کے

خلافت احمدیہ

ایک راہگذار قدرتِ اولیٰ نے کھول دی
اس لامکاں سے شہرِ طلب کے مکین تک
اس رہگذر پہ قدرتِ ثانی کے نامہ بر
پہنچے ہیں پا برہنہ کنارِ زمین تک

خلیفۂ وقت سے عقیدت کا اظہار

وہ جن کے دم سے ہیں وابستہ حوصلے دل کے
انہی کو سونپ دیے ہیں معاملے دل کے
دراز ہیں وہ رگِ جاں سے حاصلِ جاں تک
کبھی نہ ٹوٹ سکیں گے وہ سلسلے دل کے

ابتلاؤں کے نام

تپتے ہوئے صحرا میں کبھی صحنِ چمن میں
ڈھونڈا ہے تجھے ہم نے کبھی کوہ و دمن میں
ہر صبح ترے فکر کے ہنگام میں پھوٹی
ہر شام کی آغوش تری یاد سے بھر دی
اس عشق میں ہم موردِ الزام بھی ٹھہرے
دیوانے ترے مرکزِ دشنام بھی ٹھہرے
معتوب ہوئے ہیں کبھی دربارِ شہی سے
مجروح کبھی خلق کی بیداد گری سے
یہ جرم تھا اپنا کہ سرِ عام کہا ہے
تُو سب سے بڑا، سب سے بڑا، سب سے بڑا ہے

غزلیہ شاعری

معروف نقاد ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں: رشید قیصرانی نے کتابی غزل کہنے کی بجائے غزل کی نئی کتاب مرتب کی ہے۔ یہ غزل جو غالب کی جدیدیت کے بعد رکی سی نظر آتی تھی اسے اپنے لمس سے لفظوں کی بیاض عطا کی ہے۔ اردو غزل کی نئی زمینیں، نئے تماثیل اور نئے علائم و رموز عطا کیے ہیں۔ اس سے بڑی کامیابی اور کیا ہوسکتی ہے۔

ہم خود سے جدا ہو کے تجھے ڈھونڈنے نکلے
بکھرے ہیں اب ایسے کہ یہاں ہیں نہ وہاں ہیں

....

ہر شے میں اب تو ایک ہی صورت دکھائی دے
ایسا نصابِ دید میں ردّ و بدل ہوا

....

اک ترا نام تھا ابھرا جو فصیلِ لب پر
ورنہ سکتے میں رہی ساری خدائی پہروں

....

موجۂ آب پہ قندیل جلائی نہ گئی
تیری آواز کی تصویر بنائی نہ گئی
وہ تو گزرے تھے رشیدؔ آج بھی دریا کی طرح
پیاس کافر تھی کچھ اتنی کہ بجھائی نہ گئی

....

کاش کچھ دیر مجھے تم نہ سنبھلنے دیتے
سنگِ مرمر پہ مجھے اور پھسلنے دیتے
اپنی تحریر کا انداز نہ بدلا ہوتا
لفظ کاغذ پہ اچھلتے تھے اچھلنے دیتے

....

جھانکتا کون ہے اب دل کے شگافوں میں رشیدؔ
زخم چہرے پہ سجاؤ تو کوئی بات بنے

....

جو تری یاد کی خوشبو نے سنوارے لمحے
کر لیے ہم نے غزل بند وہ سارے لمحے
آپ آتے ہیں تو ہوتی ہے عجب وقت کی چال
ایک لمحے میں گزر جاتے ہیں سارے لمحے

....

وہ تو جب بولتے ہیں کون و مکاں بولتے ہیں
تم ڈروان سے جو اشکوں کی زباں بولتے ہیں
چاہنے والے گزر جاتے ہیں چپ چاپ مگر
کوچۂ یار میں قدموں کے نشاں بولتے ہیں

....

کس کی کھوج تھی کیا بتلائیں کیسے ہم مجبور ہوئے
کِرچی کِرچی درد سمیٹا خود بھی چکنا چور ہوئے

....

کتنی صدیوں بعد ملی ہو پھر بھی کم کم ملتی ہو
ہم سے پیاسے صحراؤں سے شبنم شبنم ملتی ہو

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
April 18, 2014 – April 24, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday April 18, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran
01:05 Reception In Brisbane: Recorded on October 23, 2013.
02:15 Japanese Service
03:15 Tarjamatul Quran Class: Recorded on April 16, 1997.
04:25 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 84
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
06:45 Huzoor's Tour Of Far East: A programme documenting Huzoor's visit to Australia in 2013, including Huzoor's departure from Melbourne.
07:20 Siraiki Service
08:20 Rah-e-Huda
10:00 Indonesian Service
11:00 Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:35 Dars-e-Hadith
12:00 Live Friday Sermon
13:15 Seerat-un-Nabi
13:40 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
13:55 Yassarnal Quran
14:30 Shottor Shondhane
15:35 Let's Find Out: An informative programme about Easter.
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:35 Huzoor's Tour Of Far East [R]
19:20 Real Talk
20:15 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda

Saturday April 19, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran
01:20 Huzoor's Tour Of Far East
02:10 Friday Sermon: Recorded on April 18, 2014.
03:20 Rah-e-Huda
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 85
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00 Jalsa Salana Holland Address: Recorded on May 19, 2012.
08:00 International Jama'at News
08:30 Story Time
08:55 Question And Answer Session: Recorded on May 24, 1997.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Recorded on April 18, 2014.
12:15 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30 Al-Tarteel
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: A live poem request programme.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Taqreeb-e-Runomai
16:00 Live Rah-E-Huda
17:35 Al-Tarteel
18:05 World News
18:25 Jalsa Salana Holland Address
19:30 Faith Matters
20:30 International Jama'at News
21:00 Rah-e-Huda
22:35 Story Time
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday April 20, 2014

00:10 World News
00:30 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55 Al-Tarteel
01:25 Jalsa Salana Holland Address
02:30 Story Time
02:55 Friday Sermon: Recorded on April 18, 2014.
04:05 Taqreeb-e-Runomai
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 86
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Yassarnal Quran
07:00 Huzoor's Mulaqat With Khuddam And Atfal: Recorded on October 31, 2013 at Baitul Muqeet, New Zealand.
07:45 Faith Matters: An informative and contemporary English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
08:50 Question And Answer Session: Recorded on May 7, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered April 19, 2013.
12:15 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:45 Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
13:00 Friday Sermon: Recorded on April 18, 2014.
14:05 Shotter Shondhane
15:10 Huzoor's Mulaqat With Khuddam And Atfal [R]
16:00 Live Press Point: A live interactive programme discussing news stories around the world relating to Islam.
17:10 Kids Time: A children's program teaching various prayers, Hadith, general Islamic knowledge and arts and crafts.
17:40 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:45 Huzoor's Mulaqat With Khuddam And Atfal [R]
19:45 From Democracy To Extremism: A series of studio discussions, examining the violation of the fundamental rights of the Ahmadiyya Muslim Community in Pakistan in 1974.
20:35 Roots To Branches
21:00 Press Point
22:05 Friday Sermon [R]
23:20 Question And Answer Session [R]

Monday April 14, 2014

00:30 World News
00:50 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:20 Yassarnal Quran
01:40 Huzoor's Mulaqat With Khuddam And Atfal
02:15 Roots To Branches
02:45 Friday Sermon: Recorded on April 18, 2014.
04:00 Real Talk
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 87
06:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:20 Al-Tarteel
06:55 Huzoor's Reception At Baitul Muqeet Mosque: A reception in honour of Huzoor at Baitul Muqeet Mosque, New Zealand. Recorded on November 2, 2013.
08:05 International Jama'at News
08:40 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on March 9, 1998.
10:05 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on January 31, 2014.
11:10 Jalsa Salana Qadian Speeches
12:00 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
12:40 Al-Tarteel
13:10 Friday Sermon: Recorded on July 11, 2008.
14:10 Shotter Shondhane
15:15 Jalsa Salana Qadian Speeches
16:00 Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
17:30 Al-Tarteel
18:00 World News
18:20 Huzoor's Reception At Baitul Muqeet Mosque [R]
19:30 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
20:35 Rah-e-Huda
22:10 Friday Sermon [R]
23:10 Jalsa Salana Qadian Speeches
23:50 World News

Tuesday April 15, 2014

00:10 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
00:50 Al-Tarteel
01:25 Huzoor's Reception At Baitul Muqeet Mosque
02:35 Kids Time
03:10 Friday Sermon: Recorded on July 11, 2008.
04:10 Medical Matters: A series of health programmes in Urdu.
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 88
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
07:00 Huzoor's Mulaqat With Khuddam And Atfal: Recorded on October 31, 2013 at Baitul Muqeet, New Zealand.
07:30 Guftugu
08:15 Australian Service
08:55 Question And Answer Session: Recorded on July 9, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on April 18, 2014.
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Real Talk
14:00 Bangla Shrompochar
15:00 Spanish Service
15:40 Noor-e-Mustafwi
16:00 Press Point
17:00 Braheen-e-Ahmadiyya
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:30 Huzoor's Mulaqat With Khuddam And Atfal [R]
18:55 Let's Find Out
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on April 18, 2014.
20:30 Australian Service
21:00 Press Point
22:00 Guftugu
23:00 Question And Answer Session [R]

Wednesday April 16, 2014

00:05 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran
01:05 Huzoor's Mulaqat With Khuddam And Atfal
01:30 Let's Find Out
02:00 Braheen-e-Ahmadiyya
02:30 Australian Service
03:00 Press Point
04:00 Guftugu
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 89
06:00 Tilawat & Dars
06:30 Al-Tarteel
07:00 Jalsa Salana Germany Address: Recorded on June 2, 2012.
07:55 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
09:00 Question And Answer Session: Recorded on May 24, 1997.
10:05 Indonesian Service
11:10 Swahili Service
12:10 Tilawat & Dars
12:40 Al-Tarteel
13:10 Friday Sermon: Recorded on July 11, 2008.
14:10 Bangla Shomprochar
15:15 Deeni-O-Fiqahi Masail
15:50 Kids Time
16:40 Faith Matters
17:40 Al-Tarteel
18:10 World News
18:30 Jalsa Salana Germany Address [R]
19:30 Real Talk
20:35 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:20 Kids Time
22:00 Friday Sermon [R]
23:00 Intikhab-e-Sukhan

Thursday April 17, 2014

00:05 World News
00:20 Tilawat & Dars
01:00 Al-Tarteel
01:40 Jalsa Salana Germany Address
02:35 Deeni-O-Fiqahi Masail
03:10 Inter-school quiz
03:55 Faith Matters
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 90
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:40 Yassarnal Quran
06:55 Reception In New Zealand Parliament: Recorded on November 4, 2013.
07:50 Beacon Of Truth
08:55 Tarjamatul Quran Class: Recorded on April 22, 1997.
10:00 Indonesian Service
11:05 Pushto Muzakarah
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40 Yassarnal Quran
12:55 Beacon Of Truth
14:00 Friday Sermon: Bengali translation of Friday Sermon delivered on April 18, 2014.
15:05 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
15:35 Maseer-E-Shahindgan: A Persian programme.
16:20 Tarjamatul Quran Class [R]
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:25 Reception In New Zealand Parliament [R]
19:20 Faith Matters
20:30 Hijrat
21:05 Tarjamatul Quran Class [R]
22:20 Yassarnal Quran
22:45 Beacon Of Truth

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 11 April, 2014 | Issue No. 15

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ

خطبات نکاح

’’جو آیات تلاوت کی جاتی ہیں اور جو ہدایات اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہیں ان میں ایک ہدایت قولِ سدید کی ہے کہ ایسا سچ بولو جو صاف ستھرا ہو، کوئی ایچ پیچ نہ ہو۔ صرف سچ نہیں بلکہ ایسی سیدھی اور کھری بات جو بڑی واضح ہو اور جس کا کوئی اور مطلب نہ لیا جاسکے۔‘‘

(مرتبہ: ظہیر احمد خان دفتر پرائیویٹ سیکرٹری)

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 22 اگست 2012ء بروز بدھ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں چند نکاحوں کا اعلان کروں گا ان میں سے دو نکاح واقفینِ زندگی کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نکاح اور شادی کے بارہ میں جو ہدایات فرمائی ہیں یا جن ہدایات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر نکاح شادی کے موقعہ کے لئے چنا ہے ان میں تقویٰ سب سے پہلی چیز ہے۔ اگر تقویٰ ہو اور ہر انسان اپنے ہر قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی محبت دل میں رکھتے ہوئے، اس کی رضا چاہتے ہوئے انجام دینے کی کوشش کرے تو دنیا میں بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ شادی بیاہ کے معاملے بھی ایسے ہیں جہاں بہت سے مسائل سے نئے قائم ہونے والے رشتوں کو واسطہ پڑتا ہے۔ اگر دل میں تقویٰ ہو، اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوں تو یہ مسائل خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔ جو آیات تلاوت کی جاتی ہیں اور جو ہدایات اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہیں ان میں ایک ہدایت قولِ سدید کی ہے کہ ایسا سچ بولو جو صاف ستھرا ہو، کوئی ایچ پیچ نہ ہو۔ صرف سچ نہیں بلکہ ایسی سیدھی اور کھری بات جو بڑی واضح ہو اور جس کا کوئی اور مطلب نہ لیا جاسکے۔ اور اسی سے پھر نئے قائم ہونے والے رشتوں میں آپس میں اعتماد پیدا ہوتا ہے اور یہ اعتماد ہے، لڑکے اور لڑکی دونوں کا ایک دوسرے پر اعتماد جو پھر آئندہ زندگی میں رشتے نبھانے اور اعلیٰ رنگ میں نبھانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اور پھر یہی نہیں جو نئے رشتے قائم ہو رہے ہیں ان خاندانوں کا بھی آپس میں اعتماد ہونا چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا: آج جو رشتے قائم ہو رہے ہیں ان میں سے بعض میں تو پہلے بھی آپس میں عزیز داریاں اور رشتہ داریاں ہیں اور بعض رشتے جو قائم ہو رہے ہیں وہ بالکل مختلف خاندان کے ہیں۔ اور ایسے رشتوں میں ایک دوسرے کے بارہ میں زیادہ علم بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے اگر تقویٰ مدنظر ہوگا، سچائی پر قائم ہوں گے، اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی محبت کے حصول کیلئے کوشش ہو گی تو یہ دنیاوی رشتے بھی پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث بن جاتے ہیں۔ پس اس سوچ کے ساتھ ہر نئے قائم ہونے والے رشتہ کو، لڑکے اور لڑکی کو اور ان کے خاندانوں کو ان رشتوں کو آگے بڑھانا چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا: جن چار نکاحوں کا میں اعلان کروں گا اللہ کرے کہ یہ نئے قائم ہونے والے رشتے ہمارے لئے خوشی کا موجب ہوں۔ اگر رشتے قائم ہوں، اچھے ہوں تو یہ صرف ان خاندانوں کی خوشی نہیں ہوتی بلکہ جہاں وہ لڑکے اور لڑکی کے لئے خوشی کا باعث بنتے ہیں، وہاں خاندانوں کیلئے خوشی کا باعث بنتے ہیں، جماعت کے لئے خوشی کا باعث بنتے ہیں کیونکہ اگر اچھے رشتے قائم نہ ہوں، صحیح طرز پر نہ چلنے والے ہوں، مسائل پیدا کرنے والے ہوں تو جماعت کے لئے بھی بعض دفعہ تکلیف کا موجب بنتے ہیں اور پھر صرف جماعت کے لئے نہیں بلکہ خلیفۂ وقت کے لئے بھی تکلیف کا موجب بنتے ہیں۔ بعض لوگوں کی اصلاح کے لئے پھر بڑا وقت لگانا پڑتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ یہ رشتے جو قائم ہو رہے ہیں ہر لحاظ سے بابرکت ہوں اور کامیاب ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پہلا نکاح جس کا میں اعلان کروں گا وہ عزیزہ رابعہ ملک بنت مکرم عبدالغفور ملک صاحب کا ہے جو عزیزم عبدالقدوس عارف طالب علم جامعہ احمدیہ کے ساتھ چار ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ دولہن کے وکیل اس کے نانا ملک عبدالحلیم صاحب یہاں موجود ہیں۔ ان دونوں خاندانوں میں پہلے ہی آپس میں عزیز داری ہے۔ لڑکا اور لڑکی آپس میں خالہ زاد ہیں۔

دوسرا نکاح عزیزہ قرۃ العین بنت مکرم مبشر احمد صاحب بھٹی لاہور کا عزیزم اسامہ شمیم احمد جو جامعہ احمدیہ ربوہ کے طالبعلم ہیں اور شمیم پرویز صاحب نائب وکیل وقف نو کے بیٹے ہیں، کے ساتھ ایک لاکھ روپے حق مہر پر طے پایا ہے۔ لڑکا اور لڑکی کے ولی دونوں یہاں موجود نہیں اس لئے وکیل مقرر ہوئے ہیں۔ دولہن کے وکیل مکرم حنیف محمود صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد پاکستان ہیں اور دولہا کے وکیل مکرم مبارک احمد صاحب ظفر ہیں۔ حضور انور نے مکرم حنیف محمود صاحب سے دریافت فرمایا کہ یہ لڑکی آپ کی بھانجی ہے؟ مکرم حنیف محمود صاحب نے اثبات میں جواب عرض کیا۔

حضور انور نے فرمایا: تیسرا نکاح عزیزہ ماریہ زبیر بنت مکرم ملک زبیر احمد صاحب مرحوم اٹلی کا عزیزم چوہدری ظہیر احمد ابن مکرم چوہدری منیر احمد صاحب سویڈن کے ساتھ ایک لاکھ سویڈش کرونر پر طے پایا ہے۔ دولہن کے ولی ان کے بھائی عزیزم ملک اوصاف احمد ہیں۔

اور چوتھا نکاح عزیزہ عائشہ بتول منان بنت مکرم میاں مقصود منان صاحب یوکے کا عزیزم عطاء القدوس متین ابن مکرم عبدالمتین صاحب کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے چاروں نکاحوں کے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا، رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 10 ستمبر 2012ء بروز سوموار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت میں چند نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ یہ مختلف نکاح ہیں جو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بچوں کے بھی ہیں، ان کے قریبی اور منسوب ہونے والوں کے بھی ہیں، واقفین نو کے اور واقفین زندگی کے بچوں کے بھی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: نکاح اور شادی کے موقع پر جو آیات تلاوت کی جاتی ہیں، یہ آیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی اور نکاح کے لئے منتخب فرمائی ہیں۔ تا کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں جو ہدایات فرمائیں ہیں ان ارشادات پر، احکامات پر عمل کر کے نئے قائم ہونے والے رشتے نیکی اور تقویٰ میں ترقی کرنے والے ہوں اور آئندہ نسلوں کی نیکی اور تقویٰ کی ضمانت بنیں۔ اپنے گھروں میں محبت، پیار اور بھائی چارہ قائم کرنے والے ہوں، ایک دوسروں کے رحمی رشتوں کی حفاظت کرنے والے ہوں، تعلقات بنانے والے ہوں۔

پس ہر نکاح اور شادی کے موقع پر ایک احمدی مسلمان کو، اس کو جو اپنے آپ کو اس زمانے کے امام کی طرف منسوب کرتا ہے اور یہ عہد کرتا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا، اپنے عملوں کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کروں گا۔ اسے ہمیشہ ان باتوں کو اپنے ذہن میں رکھنا چاہیے کہ خوشی کے موقع پر بھی اللہ کو نہیں بھولنا اور پھر اپنی زندگی میں بھی خدا تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو میں نے کہا کہ نکاح کا اعلان کروں گا ان کو اب اس بات پر فخر نہیں کرنا چاہیے کہ ہم خاندان میں سے ہیں یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خونی رشتہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث کا حوالہ دے کے خاص طور پر ایک جگہ بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہؓ کو فرمایا تھا کہ تم یہ نہ سمجھو کہ تم نبی کی بیٹی ہونے کی وجہ سے بخشی جاؤ گی۔ بلکہ اعمال ہیں، نیک اعمال ہیں جو تمہارے بخشے کا سامان پیدا کریں گے۔ پس نکاح میں یہ آخری آیت پڑھی جاتی ہے کہ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ کہ تم یہ دیکھو کہ تم نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے۔ اپنے عملوں کا ضرور خیال رکھنا۔

پس ہر اس شخص کو جو احمدی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہے، اس کو اس بات کا بہر حال خیال رکھنا ہو گا کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالتے ہوئے اپنے اعمال کو دیکھنا ہے اور پھر ان لوگوں کی اور بھی زیادہ ذمہ واری بن جاتی ہے جو خونی رشتہ کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ پس یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو خاندان کے افراد کو نبھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اسی طرح عمومی طور پر ہر احمدی کا بھی فرض ہے کہ وہ بھی بیعت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا حصہ بن کے آپ کے خاندان کا حصہ بن چکا ہے۔ پس اس لحاظ سے ہر احمدی کو، ہر قائم ہونے والے جوڑے کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ ان چند باتوں کے بعد اب میں نکاحوں کا اعلان کرتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

پہلا نکاح عزیزہ مفلحہ مہر بنت مکرم ظہیر الدین منصور احمد صاحب امریکہ کا عزیزم مرزا نبیل کریم احمد ابن مکرم مرزا عمر احمد صاحب کے ساتھ ہے جو بیس ہزار یو ایس ڈالرز حق مہر پر طے پایا ہے۔ عزیزہ مفلحہ کے وکیل ان کے ماموں سید ندیم پاشا صاحب ہیں۔

عزیزہ مفلحہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے نواسے ظہیر الدین منصور احمد کی بیٹی ہیں اور اسی طرح ننھیال میں سے حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کے خاندان میں سے ہے جو صحابہ میں سے تھے اور تاریخ احمدیت میں ان کا ایک انتہائی مقام ہے۔

اسی طرح عزیزم نبیل حضرت مصلح موعودؓ کے پوتے کا بیٹا ہے۔ اس لحاظ سے بھی ان کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اپنے عہدوں کو، اپنے آباؤ اجداد کی طرف سے دی گئی ذمہ داریوں کو نبھانے کی طرف توجہ کریں اور خوشی کے موقع پر، نکاح اور شادی کے موقع پر اپنے عہدوں کو مضبوط کریں کہ ہم نے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں